بے زباں دوست

(کتاب کے بارے میں قائد انقلاب اسلامی امام خامنہ ای کے فرمودات)

ناشر
مطہری فکری و ثقافتی مرکز


بسم الله الرحمن الرحيم

نام کتاب: بے زبان دوست

اثر : قائد انقلاب اسلامی امام خامنہ ای

ترجمہ : گروہ مترجمین

تصحیح : سجاد حیدر صفوی

نظر ثانی : شمشاد حسین

سرورق : جواد ہادی

سال طبع : ۲۰۱۲

اشاعت : اول

ناشر : مطہری فکری و ثقافتی مرکز

فہرست

مقدمہ 8

تمہید.. 12

قومی دفاع.. 13

ہم کہاں اور یہ کہاں ؟.............................. 14

کتاب کی ضرورت 15

مل کر کتاب پڑھنا.................................. 16

کتاب مطالعہ کرنے کا وقت 17

بس میں آٹھ جلدوں کا مطالعہ 18

ریل گاڑیوں کے فوائد................................ 19

گھریلو اخراجات کا حصہ 20

آئندہ نسل 21

قرآن بھی 22

ہر ذریعہ سے ترغیب دلانا 22

آج کی زبان 23

ہمارا اسلحہ ہمارا قلم ہے............................. 24

شفاف معلومات فراہم کرنا........................... 24

پاکٹ سائز کتابیں................................... 26

ظاہری خوبصورتی 27

آپ کا مخاطب کون ہے ؟ 28

عوامی (تودہ) پارٹی اور کتاب 28

سونے سے پہلے مطالعہ 29

عصری تقاضوں کے مطابق ترجمہ 30

آدھی اشاعتیں 31

اشتہارات کے بجائے 32

بیہودہ کتابیں 33

کتاب نویسی کا شوق 34

ایک فوری ضرورت 35

بیٹھے رہنے اور نہ لکھنے کا خطرہ 35

اخباری کاغذ 37

امام خمینی (رہ) اور گاندھی 37

اچھی داستان کا ترجمہ 38

"دن آرام" 39

داستان اور تاریخ 40

سو بار شکریہ 40

خرم شہر یا پیرس؟ 41

صرف پروپیگنڈہ 42

نہج البلاغہ 43

ہمارے پاس کیا ہے ؟ 44

صدقۂ جاریہ 44
چھوٹی ،بڑی آسان اور گہری کتابیں: 45
شہید مطہری کی کتابیں 46
ہم بہت کم کام کرتے ہیں 46
کتاب کا تعارف 47
بنیادی مسائل 48
عہدہ اور مطالعہ 49
فن اور حقیقت کی دریافت 50
مخالف فکر کو بیان کرنا مفید ہے 51
صرف کہہ دینا کافی نہیں 53
نوجوان نسل کے لیے اسلامی فلسفہ 54
کیفیت نہ مقدار 55
درسی کتاب 57
کتاب کی تنقیدی 59
میقات میں بھی کتاب 60
سائنسی اور تخیلاتی داستانیں 61
کتاب حکمت 62
نیمہ پنہان 63
کم گوئی اور موتی کی طرح خلاصہ گوئی 64
ہمیں سیکھنا چاہیے 65

تخلیق کی اہمیت 66

لائبریریوں کی کمی 67

خواتین میں کتب کے مطالعہ کا رواج 67

مقدمہ

خورشید ولایت کو الفاظ کے آئینے میں منعکس نہیں کیا جا سکتا البتہ حتی المقدور کوشش کی جاسکتی ہے کہ اس کے جمال و کمال کا ایک جلوہ دکھایا جاسکے۔ اس تحریر کے فریم میں اس مرد خدا کی کمالات سے بھرپور زندگی کی تصویر دکھائی جارہی ہے جو عترت اطہارؑ کی نسل کا ایک پاکیزہ انسان، قبیلہ اہل بیت کا ایک سید، علی و زہرا کا فرزند، کاروان تشیع کا ایک مسافر، سرزمین کربلا کا پیغمبر، چاہ تنہائی سے درد دل بیان کرنے والا، بے درد افراد کی بستی میں ایک اجنبی، جاہلوں کی تیغ جفا کا زخم خوردہ، تنگ نظر حاسدوں کے حسد کا شکار، جاں بکف عاشقوں کا محبوب، حسنی صبر کا ایک مجسم نمونہ، شجرہ حسینی کی ایک غیر تمند شاخ، کہکشان علمائے تشیع کا ایک آفتاب عالم تاب، گلستان آزادی کا سید و سردار، مشہد شہادت کا ایک شاہد، مصلحتوں کی نیام میں ایک ذوالفقار اور۔

ان تمام ٹکڑوں کو حسن و سلیقہ کے ساتھ جوڑا جائے تو ایک ایسے انسان کا آفتابی چہرہ نظر آئے گا جو اقتدار کی معراج پر ہوتے ہوئے مظلوم اور اعلیٰ وارفع مقام و مرتبہ رکھتے ہوئے نہایت متواضع ہے۔

ایک خاکی ولایت مدار اور آسمانی خاکسار جو زمانے کے جسم میں امام زمانہ کی روح، چشمہ فرج کا پیاسا، زمزمِ جمکران سے سیراب، غازی عباس جیسا علمدار جو

ذوالفقار جیسی صلابت رکھتا ہے اور ایسا ہاتھ رکھتا ہے جو علقمہ کی وفا اور فرات و کربلا کی یاد دلاتا ہے۔

مظلوموں کی پناہ، شکستہ دلوں کے لئے جائے امن و اماں، نا امیدوں کی امید، فرزندان خمینی کا روحانی باپ، رہروان راہ علوی کا قافلہ سالار، محاذ مہدوی کا سپاہی، جس کے ہاتھ فداکاری کی علامت، ذمہ دار کاندھوں پر بسیجی رومال، مضبوط ہاتھوں میں عصائے توکل اور آنکھوں پر بصیرت کا چشمہ ہے۔

جو مادیات سے پاک و منزہ ایک فقیہ، رہروان راہ شریعت کا رہبر، مرجعیت جس کے آگے ہاتھ جوڑے کھڑی ہے لیکن وہ مرجعیت سے گریزاں ہے۔ وہ رہبر جو جانماز و سحر کا چلہ نشیں، فکہ و شلمچہ کے محرابوں کا معتکف، وادی شعر و ادب کا شہسوار، فقہ و حدیث سے باخبر، سیرت و تاریخ کے میدان کا غازی، رجال و درایہ پر تنقیدی نگاہ رکھنے والا، اخلاق و تربیت کا ماہر استاد، ترتیل و قرائت میں بے بدیل، میدان سیاست میں یگانہ روزگار، بیان و بلاغت میں بے مثال، رہبری و قیادت کو شرف بخشنے والا اور سیادت و سرداری کا درس دینے والا ہے۔

جوان جس کی نصیحتوں پر ہمہ تن گوش، بوڑھے جس کی جوان روح کے پیاسے، واعظین جس کے بیانات کے خوشہ چین، ذاکرین جس کے ابتکاری نکات سے بہرہ مند، قاریان قرآن جس کی نگاہوں کے منتظر اور صاحبان تہجد جس کے اشکوں اور آہ سحر گاہی کے اسیر ہیں۔

اہل ذوق اس کی روح کے شیفتہ، اہل ادب اس کی فکر نو کے شیدائی، اہل دل اس کی شراب معرفت سے مخمور اور مجاہدین اسلام اس کی عاشورائی روح کے مشتاق ہیں۔

اہل قلم اس کے قلم کی قدرت سے حیراں، اہل سخن اس کی جولانئ طبع سے مدہوش، اہل سیاست اس کی سیاسی بصیرت پہ انگشت بدنداں، ماہرین تہذیب و ثقافت اس کے عمق فکر سے حیرت زدہ اور صاحبان مطالعہ اس کی کتابخوانی پر رشک کرتے ہیں۔

ادباء اس کی فصاحت کے گواہ، فقہا اس کی فقہی گہرائیوں کے معترف، اہل ہنر اس کی ذوقِ ہنری سے مبہوت، شعراء اس کی ظرافت طبع کے گرویدہ اور خطباء اس کے سلاست بیان کے سامنے خم ہیں۔

اس کے مرید اس کی جامعیت پر مسرور، رہروؤں کو اس کی رہبری پر فخر، قائدین اس کے ثبات قدم کے محتاج، سربراہان مملکت اس کے اصول پسندی کے باادب شاگرد اور سائلین اس کی کرامت سے بہرہ مند ہوتے ہیں۔

عزت حسینی جس کا مرام، خدمت خلق جس کا پیغام، کار و کوشش جس کی امید، علمی مراکز کی بیداری جس کی توقع، جوانوں کا ایمان جس کا اعتماد، قومی یکجہتی جس کی آرزو، قم جس کی شیریں یادوں کی جگہ، ایران جس کی امت کا مسکن، امت جس کی امامت کی حامی، محراب جس کی حسینی روح کا محاذ، نماز جمعہ جس کے مقصد کا مورچہ، ولایت فقیہ جس کے امام و استاد خمینی کبیر کا راستہ، اور فقہ و اصول و تفسیر و حدیث کے دروس جس کی فقاہت کی دلیل ہیں۔

یہی وہ کمالات ہیں جنھوں نے دلوں کو اس کا اسیر بنالیا ہے اور جانیں جس پر قربان ہونے کے لئے کفن بسر کھڑی ہیں۔

یہی ہے نگارستان ولایت کی وہ خوبصورت تصویر جس کے سر پر مہدی فاطمہؑ حضرت حجت عج اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی نیابت کا تاج ہے۔

جی ہاں یہ کوئی اور نہیں بلکہ انقلاب اسلامی کے قائد، خمینی کبیر کے خلف صالح، ولی امر مسلمین، دنیائے شیعیت کے مقتدا اور عظیم الشان مرجع آیۃ اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای کی ذات والا صفات ہے۔

خدا کرے یہ خوبصورت تصویر زمانے کی تیز و تند ہواؤں کے ساتھ اٹھنے والے گرد و غبار سے ہمیشہ محفوظ رہے اور ہم چراغ ولایت کی روشنی میں عشق و محبت کا راستہ طے کرتے رہیں۔

"پیغام ولایت" کے عنوان سے پیش نظر سیریز اسی چراغ ولایت کے نور کی کچھ شعائیں ہیں جو ہمارے لئے "چراغ راہ" کی حیثیت رکھتی ہیں۔ یہ کتابیں جو اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہیں اسی چراغ کی کچھ شعائیں ہیں جن کی روشنی میں "اسلام" کی حقیقی تصویر مشاہدہ کر سکتے ہیں۔

تمہید

ہمارے عوام میں ابھی تک یہ عادت رائج نہیں ہو سکی کہ وہ کتاب خریدیں پھراس کا مطالعہ کریں اوراپنی اولاد اور دوستوں کو بھی دیں تاکہ وہ بھی اس سے مستفید ہو سکیں۔ جبکہ یہ بات دیکھنے میں آئی ہے کہ کچھ لوگ کتاب خریدتے ہیں لیکن اسے اٹھا کے دیکھلیتے ہیں، یا مثلاً کتاب خرید کر کسی دوست کو ہدیہ کے طور پر پیش کر دیتے ہیں لیکن اس نے بھی کتاب کو رکھ دیااور اس کا مطالعہ نہ کیا لہٰذااس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ہمارے ملک میں ابھی تک کتاب پڑھنے کا رواج نہیں ہے اور یہ ایک بڑی معاشرتی کمزوری ہے اور ہم اس اس کمزوری کی اہمیت سے غافل ہیں جبکہ جتنی کثرت کے ساتھ جو مطالب اذہان سے قلم پر اور پھر قرطاس کی زینت بنتے ہیں اور پھراس ان کی طباعت پر کتنا سرمایہ خرچ ہوتا ہے اگر یہ لوگوں کے درمیان تقسیم کر دیجئے تو پھر دیکھئے کہ معاشرے کی ثقافت اور تہذیب میں کس قدر تبدیلی نظر آئے گی اور اس کے کتنے دوسرے فوائد سامنے آئیں گے۔ پس آپ بھی آیئے اور اپنے امور زندگی میں سے ایک کام یہ بھی قرار دیجئے اور جیسا کہ لوگوں میں آہستہ آہستہ کتاب سے الفت کا رواج بڑھ رہاہے ہمیں بھی چاہیئے کہ ہم اپنی تبلیغات اور بیانات میں کتاب پڑھنے پر زور دیں بلکہ اس سے بڑھ کر ہمیں چاہیئے کہ اس عنوان پر کتاب لکھیں، مضمون اور داستان تحریر کریں اور اس کے لئے ہنریکام انجام دیں تاکہ جہاں تک ممکن ہوسکے لوگوں کو کتاب پڑھنے پرآمادہ کیاجائے اور کتاب ان کی زندگی کا حصہ بن جائے۔[1]

---

[1]۔ دفتر نشر فرھنگ اسلامی کے اراکین سے ملاقات میں قائد انقلاب کا بیان، 18۔2۔1374

قومی دفاع

میں جب بھی اپنے معاشرے میں کتاب کی حالت کو دیکھتا ہوں تو دلی طور پر افسردہ اور غمناک ہو جاتا ہوں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے ملک میں کتاب کا رواج بہر حال موجودہ حالت سے دس گنا زیادہ ہونا چاہئے۔ اگر ہم اسلامی تفکر کے علمبردار اور اسلامی حاکمیت کے حوالے سے دیکھیں تو یہ بالکل صحیح لگتی ہے کیونکہ اسلام نے کتاب اور تعلیم و تعلم پر بہت زیادہ زور دیا ہے جو بھی منصف شخص پیغمبر اسلامؐ اور ائمہؑ اور بزرگان اسلام کے بیانات پر نگاہ دوڑائے گا وہ دیکھے گا کہ انہوں نے کس دور میں کتاب اور کتاب کے مطالعہ کی طرف لوگوں کو دعوت دی۔ اسی لئے اسلام مطالعہ کتاب کا علمبردار ہے۔ اگر ہم اس نظر سے ملاحظہ کریں کہ آج ہماری ملت وہ ملت ہے جو عالمی استکبار کے مظالم کا شکار ہے لہٰذا اب اسے چاہئے کہ وہ اپنا دفاع کرے اور وہ کون سا قومی دفاع ہے جس میں سب سے پہلے درجہ پر تہذیب، تعلیم اور تربیت تکیہ نہ کیا گیا ہو؟

لہٰذا ہم پھر کتاب کی طرف پلٹتے ہیں یعنی آپ جس طرف سے بھی نگاہ کریں آپ کتاب کی اہمیت سے انکار نہیں کرسکتے۔[2]

---

[2]۔ ہفتہ کتاب منعقد کرنے والی کمیٹی سے قائد انقلاب کا خطاب، 30۔7۔1375

ہم کہاں اور یہ کہاں؟

گذشتہ کئی صدیوں سے ہم دنیا میں سب سے زیادہ کتابیں لکھنے والے شمار ہوتے تھے لیکن ان آخری دو تین صدیوں میں سب سے کم کتابیں ہمارے ملک میں لکھی گئیں ہیں۔ یقیناً یہ حالت ثقافتی انحطاط کی علامت ہے جس میں سیاسی اور سماجی صورتحال بھی بہت دخیل رہی ہے، بہر حال جو کچھ بھی ہوا سو ہوا، آج ہمارے لیے یہ نیا دور اور اس کے نئے تقاضے ہیں لہٰذا ہمیں گذشتہ نقائص کا جبران کرنا ہے۔ ہمارے عوام میں کتاب کا مطالعہ کرنا کوئی رائج کام نہیں ہے حتیٰ معاشرے کے پڑھے لکھے طبقے میں بھی ایسے افراد جو کتاب سے انس رکھتے ہوں اور روزمرہ کی زندگی میں کسی کتاب کا ایک باب یا حصہ مطالعہ کرتے ہوں بہت کم ہیں جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا کے کئی ممالک جو آج سائنسی اور صنعتی ترقی میں ممتاز حیثیت رکھتے ہیں، اس طرح نہیں ہیں کیونکہ وہاں ''عوام میں کتاب کے مطالعہ کی روح'' ''معلومات ومعارف سے انس'' اور ''ملک سائنسی ترقی''، ان سب کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ پس ہمیں بھی اپنے عوام میں اس عادت کو عام کرنے کی ضرورت ہے۔[3]

عظیم لوگوں کی یہ صفت ہے کہ وہ دو منٹ تک بغیر ہوا، دو ہفتوں تک بغیر پانی اور بغیر سرمائے کے زندگی کا بہت بڑا حصہ گزار سکتے ہیں لیکن ایک لمحہ بھی کتاب کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے۔

---

[3]۔ تہران کی پہلی عالمی کتابی نمائش کے افتتاح کے موقع پر خطاب، 14-8-1366

کتاب کی ضرورت

آج ایران میں دین و دانش کی حکومت کے بے مثال لمحات وجود میں آچکے ہیں جن سے ملکی تہذیب و تمدن کو بلند ترین مرتبہ پر پہنچانے کے لیے جد وجہد کی جانی چاہئے۔ آج کتاب کا مطالعہ اور تعلیم کو عام کرنا نہ صرف ایک قومی ذمہ داری ہے بلکہ ایک دینی فریضہ ہے۔ اور سب سے بڑھ کر جوان نسل کو اس ذمہ داری کا احساس کرنا چاہئے۔ اگرچہ جب کتاب سے انس کا رواج ہو جائے گا تو پھر کتاب کا مطالعہ کرنا ایک ذمہ داری نہیں بلکہ ایک اچھا کام، ایک ضرورت اور اپنی شخصیت کو اجاگر کرنے کا بہترین وسیلہ بن جائے گا اور پھر نہ صرف جوان نسل بلکہ زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے لوگ انتہائی ذوق و شوق سے اس کام کی طرف رغبت کریں گے۔[4]

---

[4]۔ کتاب سال کے عنوان سے منتخب افراد کی نشست سے خطاب، 7-10-1372

مل کر کتاب پڑھنا

قرائن سے جو بات سمجھ میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ مغربی معاشرے میں جو ایک کام رواج پا گیا ہے اور ہمارے معاشرے میں بالکل نہیں ہے وہ یہ ہے کہ وہ لوگ مختلف مواقع پر اکھٹے بیٹھ کر کتاب پڑھتے ہیں مثلاً مائیں یا گھر کے بڑے افراد بچوں کے لیے کتاب پڑھتے ہیں یا دو یا تین افراد مل کر بیٹھ جاتے ہیں اور ایک شخص ان کے لیے کتاب پڑھتا ہے اور یہ چیز ہمارے یہاں نہیں ہے۔[5]

ہمیں چاہئے کہ ہم کتاب کے مطالعہ کو عام کریں اور یہ کام مغربی لوگ اپنے گھروں میں کرتے ہیں یعنی سوتے وقت ماں بچے کے لیے کتاب پڑھتی ہے ہمارے ہاں یہ رسم بالکل نہیں ہے۔ البتہ قدیمی دور میں بعض خاندانوں میں اس کا رواج تھا۔ ہم نے اپنے والدین کے گھر اس چیز کو دیکھا تھا وہاں ایک آدمی بیٹھ جاتا تھا اور باقی لوگوں کے لیے کتاب پڑھا کرتا تھا اور یہ رسم کئی سالوں تک ہمارے یہاں رائج رہی لیکن آج اس طرح کی کوئی رسم عوام میں رائج نہیں ہے۔[6]

جن کتابوں کو پڑھ چکے ہیں ان پر کبھی فخر نہ کریں بلکہ جو کتابیں آپ نے ابھی تک نہیں پڑھیں ان کی فکر میں رہئے۔

---

[5]۔ بچوں اور جوانوں کی فکری تربیت کے سینٹرز کے سربراہوں اور عملہ سے خطاب، 23۔2۔1377

[6]۔ تہران میں منعقدہ چھٹی عالمی کتابی نمائش کا دورہ کرنے کے بعد قائد انقلاب کا انٹرویو، 21۔2۔1372

کتاب مطالعہ کرنے کا وقت

کچھ لوگوں نے مجھے آکر تجویز دی کہ اسکولوں میں کتاب کا مطالعہ کرنے کے لیے کچھ وقت مخصوص کردیا جائے میرے نزدیک بھی یہ اچھی فکر ہے اب وزارت تعلیم کو چاہئے کہ وہ اس کا جائزہ لے اور دیکھے کہ وہ اس سلسلہ میں کیا کر سکتی ہے مثلاً فرض کیجئے کہ مضمون لکھنے کے وقت میں کتاب کے مطالعہ کرنے کا وقت رکھ دیا جائے تاکہ طلباء کتاب کا مطالعہ کرنے کی خاص تہذیب سے آشنا ہو سکیں۔ خواہ اس صورت میں کہ وہ خود ہی کتاب کا مطالعہ کریں یا استاد کلاس میں طلباء کے لیے کتاب پڑھے یا ایک طالبعلم پڑھے اور دوسرے سنیں لہٰذا میری نظر میں یہ اچھی تجویز ہے، اگر دیکھا گیا کہ اسکولوں میں یہ کام اچھی طرح انجام پا رہا ہے تو پھر اس کام کے لیے وقت مخصوص کردیا جائے یہ بھی موثر ثابت ہوگا۔[7]

---

[7]۔ کتاب سال کی پانچویں سالانہ تقریب سے قائد انقلاب کا خطاب، 19۔11۔1366

بس میں آٹھ جلدوں کا مطالعہ

ایسے لوگوں جن کا کام روزانہ ہے جیسے دفتری، دکاندار، کسان وغیرہ اگر یہ لوگ رات کو یا دن میں دوپہر کے وقت گھر واپس آتے ہیں تو انہیں چاہئے کہ اپنے وقت کا کچھ حصہ اگرچہ وہ آدھا گھنٹہ ہی کیوں نہ ہو کتاب کے مطالعہ کے لئے مخصوص کریں کتنی ہی ایسی کتابیں ہیں جنہیں انہی آدھے آدھے گھنٹوں میں پڑھا جاسکتا ہے۔ میں نے خود بیس سے زیادہ جلدوں پر مشتمل کتابوں کا انہی مختصر فاصلوں میں دس پندرہ منٹ یا بیس منٹ کے وقت میں مطالعہ کیا ہے۔شاید کئی سو کتابوں کو میں نے انہی مختصر فاصلوں میں پڑھا ہے مثلاً میں نے ایک آٹھ جلدوں پر مشتمل کتاب کا مطالعہ بس میں کیا ہے اور میں کئی ایسے افراد کو جانتا ہوں جو ایسا ہی کرتے ہیں لہٰذا ضروری ہے کہ یہ ہمارے عوام میں رسم و رواج بن جائے کہ وہ کتاب کا مطالعہ کریں اور پھر اپنے بچوں میں بھی یہ عادت ڈالیں۔ خواتین کو بھی چاہئے کہ وہ گھروں میں کتاب پڑھیں اور اپنی معلومات میں اضافہ کریں۔[8]

جو کچھ بھی انسانوں نے انجام دیا سوچا اور اس پر گزرا ہے وہ سب کتابوں میں لکھا گیا ہے کتاب انسان کا منتخب سرمایہ ہے۔

---

[8]۔ ہفتہء کتاب کی انتظامیہ سے نشست میں قائد انقلاب کے فرمودات، 19۔8۔1376

ریل گاڑیوں کے فوائد

ٹرین، تہران سے مشہد تک تقریباً چودہ، پندرہ گھنٹے کا وقت لگاتی ہے، کئی مسافر بیکار ہونے کی وجہ سے تھکان محسوس کرتے ہیں اور ان کے پاس تھکاوٹ دور کرنے کا کوئی ذریعہ بھی نہیں ہوتا ہے۔ کچھ لوگوں کی ڈیوٹی لگادی جائے یا حتیٰ پہلے مرحلے میں سرکاری طورپر یہ کام کیا جائے کہ کچھ اچھی اور مفید کتابوں کو ان سیّارفروشوں کے حوالے کردی جائیں جو ٹرین میں ہر کیبن میں جاکر یہ کتابیں پیش کریں اور فروخت کریں۔ اس جگہ کتابیں بکنے کا بہت زیادہ احتمال پایا جاتا ہے اور یہی کام میٹروٹرین میں انجام دیا جاسکتاہے حتیٰ کہ بسوں میں بھی اس کام کو رواج دیا جاسکتاہے۔ ایسے دفاتر جہاں لوگوں کو کئی کئی گھنٹے انتظار کرنا پڑتا ہے جیسے عدالتیں وغیرہ ہیں وہاں بھی اگروہ کتب فروش جائیں تو لوگوں میں کتابیں فروخت کی جاسکتی ہیں یعنی لوگوں کو کتاب کی عادت ڈالی جائے اور اس کام سے بلاشبہہ معاشرے میں کتاب کے مطالعہ کو رواج ملے گا۔[9]

---

[9]۔ تہران میں منعقدہ آٹھویں عالمی کتابی نمائش کا دورہ کرنے کے بعد قائد انقلاب کا انٹرویو، 14۔2۔1376

گھریلواخراجات کا حصہ

کتاب خریدنے کو گھریلو اخراجات کا حصہ بنایا جائے لوگوں کو چاہیئے کہ وہ بعض تزئین اور تجملاتی چیزیں جیسے فانوس ، مختلف قسم کی میزیں ، صوفے، پردے ،وغیرہ سے بڑھ کر کتاب خریدنے کو زیادہ اہمیت دیں ۔ پہلے کتاب خریدیں پھر ایسی چیزوں کی طرف رخ کریں ۔ مثلاً جس طرح گھر میں روٹی ، غذا اور گھریلو ضروری اشیاء ہوتی ہیں اسی طرح کتاب کو بھی ہونا چاہیئے ،خلاصہ یہ کہ کتاب سے انس پیدا کیا جائے اور اگر یہ انس ایجاد نہ ہو سکا تو ایرانی معاشرہ اس مقصد اور آرزو تک نہیں پہنچ پائے گا جو اس کا حق ہے۔[10]

انسانی عمر کے ایک گھنٹے کو بھی ہر گز واپس نہیں لایا جاسکتا ہے، لیکن انتہائی کم قیمت سے کائنات کے عظیم عقلاء کے تمام تجربات سے استفادہ کیا جا سکتا ہے ، کتاب تجدید حیات کا نام ہے۔

[10]۔ تہران میں منعقدہ تیسری عالمی کتابی نمائش کا دورہ کرنے کے بعد قائد انقلاب کا انٹرویو، 19۔2۔1369

آئندہ نسل

اے محترم مربی، جب آپ لائبریری میں کسی بچے کا سامنا کرتے ہیں اور آپ جو کہ قصہ بیان کرتے ہیں اور وہ حضرات جو کتابیں بیچتے ہیں، اور وہ جو کتاب کا مطالعہ کرتے ہیں یا وہ جو آرٹسٹ ہیں اور اپنی آرٹ میں بچے کو مخاطب کرتے ہیں، آپ سب جان لیجئے کہ آپ اصلی اور بنیادی راستے پر گامزن ہیں اور آپ وہی کام انجام دے رہے ہیں جو آپ کو انجام دینا چاہیے۔[11]

ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے بچوں میں ابتدا ہی سے کتاب پڑھنے کی عادت ڈالیں، مثلاً جب وہ سونا چاہتے ہیں تو کتاب پڑھیں اور سو جائیں اور جب دن کے وقت فارغ ہوں یا مثلاً چھٹی کے دن جب کھیل کود میں مصروف ہوں تو انہیں مجبور کیا جائے کہ وقت کا کچھ حصہ کتاب پڑھنے سے مخصوص کریں۔ موسم گرما کی تعطیلات میں بچوں کو لازمی طور سے کتاب پڑھنے کی ترغیب دلائی جائے اور کتابوں کو معین کر کے انہیں پڑھنے کی تاکید کی جائے۔[12]

---

[11]۔ ہفتۂ کتاب کی انتظامیہ سے نشست میں قائد انقلاب کے فرمودات، 4-10-1372

[12]۔ تہران میں منعقدہ ساتویں عالمی کتابی نمائش کا دورہ کرنے کے بعد قائد انقلاب کا انٹرویو، 20-2-1373

قرآن بھی

ماضی میں قرآن پڑھنے کی عادت موجود تھی جسے بعد کے عرصے میں رفتہ رفتہ ختم کر دیا گیا، جیسا کہ آپ جانتے ہیں پرانے بوڑھے اور بوڑھی خواتین فارسی کے اعتبار سے ناخواندہ ہوتے تھے لیکن وہ قرآن کی تعلیم حاصل کرتے تھے اور یہ بہت ہی اچھی چیز تھی، کیونکہ قرآن سب سے اہم کتاب ہے، بالخصوص اگر ترجمہ کے ہمراہ ہو لیکن اس عادت کو بھی ہم سے چھین لیا گیا۔ اور پھر اسکے بعد جو کام ہونا چاہئے تھا یعنی عوام کو کتاب پڑھنے کی عادت ڈالنا وہ کام بھی نہ ہو سکا۔ [13]

تنہائی کے جہنم کو کتاب کے ذریعہ بہشت بریں میں تبدیل کیا جاسکتا ہے۔

ہر ذریعہ سے ترغیب دلانا

جس طرح آج بہترین مصنفین، مؤلفین اور مترجمین کو گرانبہا انعامات سے نوازا جاتا ہے اسی طرح بہترین کتابیں رکھنے والوں اور بہترین لائبریرین حضرات کی بھی حوصلہ افزائی کی ضرورت ہے سب سے زیادہ لائبریریاں کس شہر میں، کس محلّہ میں اور عوام کے کس گروہ سے متعلق ہیں ان کی حوصلہ افزائی اور قدردانی ہونی چاہئے یعنی جو امور بھی کتاب، کتاب کے مطالعہ اور اس عادت کو عام کرنے میں موئثر ہیں ان کی حوصلہ افزائی ہونی چاہئے۔

---

[13]۔ "ادارہ ادبیات اور ہنر مزاحمت " کی آرٹ گیلری کے اراکین سے نشست میں قائد انقلاب کے فرمودات ، 1371۔4۔22

آج کی زبان

آج کے دور میں عوام اور جوان نسل میں دین کی ترویج سوسال پہلے سے بالکل مختلف ہے۔اگرآپ وہی سوسال پہلے والے دلائل اور کتب آج کی جوان نسل کے سامنے رکھیں تو وہ ان کے دل کو جذب نہیں کر پائیں گے۔کیونکہ آج کے مسائل،اعتراضات اور افکار نئے ہیں لہٰذا اگر کوئی شخص اسلام کو آج کے دور کے مطابق متعارف کروانا چاہتاہے تواسے نئے اسلوب اورنئے طریقہ کار سے استفادہ کرنا ہوگا اوراپنے اندر کچھ نئی صلاحیتیں پیدا کرنا ہوں گی.

ایک دن وہ تھا جب علامہ مجلسی (رہ) اپنی کتاب "حق الیقین "اور"حیاۃ القلوب"اوراس قسم کی دیگر کتب میں اخلاقیات اور دینی عقائد کو اپنی زبان میں بیان کرتے تھے اور دنیا کو شیعہ اعتقادات وافکار سے روشناس کراتے تھے اورآپ یہ بھی نہ سمجھیں کہ علامہ مجلسی (رہ) کی یہ کتب بیکار لکھی گئی ہیں نہیں بلکہ انہیں کتابوں نے شیعہ افکار کی اس ملک میں داغ بیل ڈالی اور اس کی بنیادوں کو مظبوط ومستحکم کیا. ان ایام میں یہی مطالب بہت مفید تھے لیکن آج کے دورمیں ہم "حق الیقین "اور "حیاۃ القلوب"پر اکتفانہیں کرسکتے یہ کتابیں تاریخ کا حصہ اور عظیم ذخیرہ ہیں لیکن اگر ہمارے اندر کوئی ہنراور جوہر موجود ہے توہمیں چاہئے انہیں کتابوں کے مطالب ومضامین کوآج کی زبان میں تحریر کریں۔

ایک علمی نظریہ ہے کہ کتاب رکھنا کوئی زیادہ اہم نہیں ہے بلکہ جوچیزاہم ہے وہ کتاب کا مطالعہ ہے.

ہمارا اسلحہ ہمارا قلم ہے

ثقافتی حملے کا جواب ثقافتی حملے سے ہی دیا جاسکتا ہے ثقافتی یلغار اور ثقافتی امور کی روک تھام اسلحہ کے ذریعے نہیں ہوسکتی بلکہ اس یلغار کا اسلحہ قلم ہے۔میں ان باتوں کو بیان کرتا ہوں تاکہ مملکت کے ثقافتی اور اعلیٰ عہدیدار اور ثقافتی امور میں پیش پیش حضرات خواہ وہ استاد ہوں یا طلبا ،علماء ہوں یا طلاب یا وہ لوگ جو اس تعلیمی نظام سے باہر ہیں سب کو یہ یقین رکھنا چاہیئے کہ آج آپ سب ہی اس محاذ کے سپاہی ہیں اور آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اس محاذ پر کس طرح دفاع کرنا ہے اور کون سے امور انجام دینے ہیں.

شفاف معلومات فراہم کرنا

کئی قسم کی کتابیں لکھی جاتی ہیں کہ اگر پڑھنے والا اگر ان کتابوں کے بارے میں ضروری معلومات رکھتا ہو تو فوراً انہیں خریدے گا اور پھر ان کا مطالعہ بھی کرے گا بلکہ دوبارہ بھی اس کا مطالعہ کرے گا لیکن اگر اسے اس کتاب کے بارے میں معلومات ہی نہیں ہیں تو وہ کتاب کے بارے میں پوچھے گا بھی نہیں کئی کتابیں اس کے برعکس ہیں یعنی اگر قاری کو اس کتاب اور اسکے مطالب اور موضوع سے آشنائی ہو تو وہ اس کتاب کو دیکھے گا بھی نہیں کیونکہ گویا اس کے پاس اس کتاب کا وقت ہی نہیں ہے

یا اسے ایسی کتاب کی ضرورت ہی نہیں ہے یا اس کتاب میں کوئی خاص بات ہے جس کی وجہ سے وہ کتاب کی طرف توجہ ہی نہیں کرتا۔

فرصت کے لمحات سے استفادہ کیا جائے مثلاً آج میری ملاقات کے لیے پانچ یا چھ ہزار رضاکار جمع ہوتے ہیں اور اس طرح کی ملاقاتیں آئے دن ہوتی رہتی ہیں اگر ان میں یاد آوری کی جائے اور میں اشارہ کروں کہ مثلاً آٹھ سالہ جنگ کے بارے میں کتابیں لکھی جائیں اور ان افراد کے حوالہ کی جائیں یا وہ انہیں خریدیں تو اچانک آپ دیکھیں گے کہ پانچ، چھ ہزار کی تعداد میں کتابیں تقسیم ہو جائیں گی یا یہی ملاقاتیں جن میں فوج اور سپاہ پاسداران کے اعلیٰ عہدیدار شرکت کرتے ہیں آپ ان محافل میں بھی ایسی کتابیں جو سادہ اور عام فہم زبان میں تحریر کی گئ ہوں لا سکتے ہیں مثلاً فرض کیجئے کہ ان دنوں کربلا ایکنامی حملے کی برسی آرہی ہے، اسی عنوان پر کچھ بہترین کتابیں تحریر کی جائیں اور انہیں اسی نام سے طباعت کر کے کئی ہزار کی تعداد میں فروخت کیا جا سکتا ہے۔

ڈرائنگ روم میں اگر کتابوں کی الماری لگادی جائے تو اس کی زینت بڑھ جاتی ہے۔

پاکٹ سائز کتابیں

ہماری تجویز ہے کہ پاکٹ سائز اور چھوٹے سائز میں کتابیں شائع کی جائیں آج کے دور میں بڑی کتابوں کی تلخیص اور مشکل کتب کو آسان عبارات میں تبدیل کرنا دنیا میں معمول بن چکا ہے اگرچہ اس کام کو عام طور پر زبان سکھانے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے یعنی زبان کو سادہ کیا جاتاہے لیکن عملی طور پر کتاب کی تلخیص ہوجاتی ہے۔لمبی اور طویل داستانوں کا خلاصہ اور انہیں مختصرکیا جاتا ہے مثلاً" بینواؤں" کی داستان جو کہ بہت ہی طویل ہے اسے سو یا ڈیڑھ سو صفحات میں خلاصہ کردیا گیاہے جس سے داستان جذاب بھی ہوگئی اوراب اسے ہر کوئی پڑھتا بھی ہے اگریہی سلسلہ چل نکلے تو بہت اچھاہے۔

آج ہم ایسے زمانہ ہیں‌زندگی بسر کررہے جس میں علم و صنعت کی ترقی یا دقیق اور عمیق ٹیکنالوجی اتنی سریع اورآسان ہوگئی ہے کہ اس کی وجہ سے آج کا انسان پانچ سو صفحات کی کتاب پڑھنے کو تیار ہی نہیں جس سے ممکن ہے اس سے کوئی خاص مطلب ہاتھ لگ جائے لیکن اگرآپ اسی مطلب کو کسی پچاس صفحاتی کتاب میں بیان کریں کہ یہ کام تلخیص اور دقیق انداز سے لکھ کر انجام دیناز یادہ مشکل نہیں ہے اور پھر اس کے خریدار بھی بڑھ جائیں گے۔

ظاہری خوبصورتی

آرٹ اور خوبصورتی کو اہمیت دی جائے اور یہ نہ کہا جائے کہ اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے طباعت ،فانٹ ، صفحہ بندی ، کتاب کی آرائش ، صفحات کے نظم اور مناسب فاصلے پر دقت کی جائے، آپ خوبصورت الفاظ کے انتخاب سے اپنی تحریر کو بہت موئثر بنا سکتے ہیں۔

آپ کی پوری کوشش بہترین کیفیت پر ہونی چاہیئے لہٰذا اچھے مطالب اور اچھا قالب انتخاب کیا جائے ورنہ اگر آپ نے بہترین مطالب کے لیے اچھا ڈھانچہ انتخاب نہ کیا تو اس سے ملکی ثقافت کو نقصان پہنچے گا آرٹسٹ اور ہنر مند جوانوں کو مدعو کیا جائے اور ان کی مدد کی جائے اور ان سے کہا جائے کہ "آپ خود دیکھیئے کہ آپ کیا کام کر سکتے ہیں؟"

اپنی خالی جیب سے کہیئے کہ جو کتاب پڑھنے کے قابل ہے وہ خریدنے کے قابل بھی ہے۔

آپ کا مخاطب کون ہے؟

آپ کس کے لیے لکھنا چاہتے ہیں ؟ کس کے ساتھ بات کرنا چاہتے ہیں؟ کس کو بیوقوف بنانا چاہتے ہیں ؟ ہمارے اسکولوں میں ایک تعبیر بہت رائج ہے کہ "فلاں شخص بے دھڑ سر کو مونڈھ رہاہے " فرض کیجئے کہ ایک سر وہاں پر پڑا ہواہے جس کا دھڑ اور مالک نہیں ہے اور کوئی شخص اس کے بال کاٹ رہاہے تو اس کا کیا فائدہ ہے؟ لہٰذا ضروری ہے کہ یہ جان لیا جائے کہ آپ کا مدمقابل اور مخاطب کون ہے ؟ اپنے مخاطب کو تشخیص دیں کہ آپ کا مخاطب جوان نسل ہے اور جوانوں کا ایک خاص مزاج ہوتاہے اگر آپ ان کے لیے بہترین مطالب لکھیں جن میں کوئی دلچسپ موجود نہ ہو تو جوان نسل اس کا پسند نہیں کرے گی .

عوامی (تودہ) پارٹی اور کتاب

میری نگاہ میں ہمارے ملک کے اندر تودہ پارٹی کی قدامت اور اسکے ڈھانچے کے وسیع " اور بغیر کسی شوروغل کے اس کے بہت بڑی پارٹی " ہونے کے دو اسباب تھے .

1۔ ان کا منظّم ہونا اور یہ کہ ان کی تنظیم اور نظم عالمی معیار کے مطابق تھا اور وہ تمام مقامات پر نظم قائم کرتے اور اسے عملی جامہ پہناتے تھے .

2۔ ان کی زبان و ادبیات بہت ہی معیاری اور قوی تھی وہ رضا شاہ پہلوی کے سخت زمانے سے ہی معیاری ادب رکھتے تھے آپ نے دیکھا کہ انقلاب کے فوراًبعد انھوں نے " مجلس مصنفین "کا آغاز کیا اور اگر یہ مجلس مصنفین نہ ہوتی تو اس طرح کامیاب نہ ہوسکتے تھے .انھوں نے کئی سو کتابیں شائع کیں ، ہزاروں نوشتہ جات اور تجزیئے منتشر کیے کہ ان کی یہ شائع کردہ کتب اور مضامین ان افراد کے لیے جوایسا ہی کام کرناچاہتے ہیں یاان پر تجزیہ کرناچاہیں، عظیم سرمایہ شمار ہوتے ہیں۔

خوش قسمت انسان وہی ہے جو دوچیزوں پر دسترس رکھتاہو:

1۔اچھی کتب۔

2۔ایسے دوست جو کتاب دوست ہوں۔

سونے سے پہلے مطالعہ

ہمارے گھر کے تمام افراد رات کو مطالعہ کرتے ہوئے سوتے ہیں اور میرا طریقۂ کار بھی یہی ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ مطالعہ کرتے کرتے سوجاؤں بلکہ میں نیند آجانے تک مطالعہ کرتا ہوں اور جب نیند آتی ہے توکتاب رکھ کر سوجاتا ہوں ہمارے گھر کے تمام افراد اسی طریقہ پر کاربند ہیں یعنی جب بھی وہ سونا چاہتے ہوں یقیناًان کے پاس اس وقت کوئی نہ کوئی کتاب ہوتی ہے میں سوچتاہوں کہ سب کو ایساہی ہونا چاہئے اور میری توقع بھی آپ سے یہی ہے۔

عصری تقاضوں کے مطابق ترجمہ

آج تہران میں ایک ایسا پبلشر موجود ہے جس کا ایک شعبہ تہران میں اور دوسرا پیرس میں ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جو جدید کتابیں وہاں شائع ہوتی ہیں وہ فوراًیہاں بھیج دی جاتی ہیں اور پھر یہاں کے لوگ بھی ان سے مطلع ہو جاتے ہیں عمومی حالات میں ممکن ہے کہ ہمیں ایک سال بعد معلوم ہو کہ فلاں کتاب وہاں پر تحریر کی گئی ہے جب کہ اس پبلشر کی برکت سے فوراًوہ کتاب یہاں منتقل ہو جاتی ہے اور پھر یہاں ماہر اور تجربہ کار قسم کے مترجمین فوراًترجمہ میں مصروف ہو جاتے ہیں لہٰذا کتاب کی تصنیف کے دو یا تین ماہ بعد اس کا ترجمہ بھی بازار میں آجاتا ہے اور وہ قید وبند جو ترجمہ کی چھان بین ، تصحیح اور نظر ثانی پر ہم لوگ لگاتے ہیں وہ اس ترجمہ پر نہیں لگاتے اور اچھی قسم کا ترجمہ سامنے نہیں آتا جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہم کسی تہذیب و ثقافت کا ترجمہ کرتے وقت جسے جوان پسند کرتے ہیں پیچھے رہ جاتے ہیں .

کتاب روح کی ماں ہے۔

آدھی اشاعتیں

انقلابی ادب و ہنر اپنی تعلیمات ، اپنیجہت اور اس کی کمزوریوں کی شناخت اور ان کو دور کرنے کے لیے اچھی بصیرت کا ہونا ، اس کے لیے ایک کلی پالیسی وضع کرنے کی ضرورت ہے . اس کا جائزہ لینا بھی ضروری ہے کہ ہم فن و ہنر کے کن میدانوں میں بچھڑے ہیں ، ہمارے ادب میں کہاں کمزوری پائی جاتی ہے . اور پھر اس نقص کو کس طرح دور کیا جاسکتا ہے ، اس کے لیے کن عوامل سے مدد لی جاسکتی ہے اور کن افراد کے اندر یہ لیاقت پائی جاتی ہے کہ وہ ان امور کی عنان اپنے ہاتھ میں رکھیں .

اگر آپ آدھی اشاعتوں کو صرف قصوں کی اشاعت سے مخصوص کر دیں ، اور قصے بھی سبق آموز ہوں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن قابل افسوس بات یہ ہے کہ اس حوالے سے بھی ہمارے یہاں کوئی کام نہیں ہوا ہے۔ وہ بات جس پر مجھے ہمیشہ افسوس ہوتا ہے وہ یہ کہ ہم انقلابی اقدار اور انقلاب کے پیغام کو ہنرمندانہ طریقے سے دنیا تک نہیں پہنچا سکے ، یعنی جو اسکا حق تھا وہ ادا نہیں ہو سکا۔

اشتہارات کے بجائے

میں نے کئی جوانوں کو دیکھا ہے (اگرچہ سن رسیدہ افراد بھی مستثنیٰ نہیں ہیں) کہ وہ بڑی داستانی کتابیں پڑھنے کا رجحان نہیں رکھتے ، داستان کے آٹھ ، دس صفحات مطالعہ کریں گے پھر کہیں گے کہ اسے پڑھنے کی ہمت نہیں ہے جبکہ یہی افراد بیس منٹ، آدھا گھنٹہ بیٹھ کر ٹیلی ویژن پر آنے والے اشتہارات دیکھتے رہتے ہیں جنہیں کسی ڈرامہ یا خبروں سے پہلے نشر کیا جاتاہے . لیکن یہ لوگ وہی بیس منٹ اسی داستاں کا مطالعہ کرنے پر تیار نہیں ہیں ، ہم یہ نہیں کہتے کہ کسی سماجی کتاب ، سیاسی کتاب یاسائنسی کتاب کا ہی مطالعہ کیا جائے پس اس کا سبب کیاہے ؟اس کا سبب کتاب پڑھنے کی عادت کا نہ ہونا ہے عوام کے اندر کتابخوانی کا رجحان نہیں ہے لہٰذا اس رجحان کو پیدا کرنے کے لیے چارہ جوئی کی جائے .

ایک بہت قدیمی ضرب المثل ہے کہ "کتابوں کی الماری، گھر کی سب سے اہم چیز ہے۔ "

بیہودہ کتابیں

مجھے بہت زیادہ کتابیں ارسال کی جاتی ہیں بعض کو مؤلفین اور ناشرین بھیجتے ہیں جس کا میں بہت زیادہ خیر مقدم کرتا ہوں کہ الحمدللہ میرے لیے کتابیں زیادہ بھیجی جاتی ہیں اور میں ان سب کتب کی ایک ورق گردانی ضرور کرتا ہوں جو میرے پاس آتی ہیں چاہے یہ ورق گردانی اس حد تک ہو کہ صرف دیکھ لوں کہ کتاب کس عنوان پر ہے ، ان میں سے بعض کتابیں تو ایسی ہوتی ہیں کہ جن کا کوئی خریدار نہیں ہے کیونکہ میں اپنے آپ کو معاشرے کے ایک فرد کی جگہ پر رکھ کر دیکھتا ہوں تو سوچتا ہوں کہ اس کتاب میں کوئی جذابیت نہیں ہے بلکہ یہ کتاب بیہودہ قسم کی ہے اگرچہ وہ دینی ، سیاسی ، اجتماعی یا تاریخی کتاب ہے لیکن بیہودہ ہے اور وہی تکراری باتیں اس میں بھی لکھ دی گئی ہیں یعنی وہی باتیں جو دس بار کہی جاچکی ہیں انہیں ہی اس مصنف نے ایک بار لکھ دیا ہے۔

کتاب نویسی کا شوق

اگر یہ کام کیا جائے کہ جس شخص کو تالیف و تحقیق کا شوق ہے اور وہ ثقافتی امور کا جذبہ رکھتا ہے اس کے لئے تو اس طرح کا شوق اور نشاط پیدا کیا جائے کہ کتاب نویسی کے لیے اسے کوئی مشکل نہ ہو اور وہ اس میدان میں وارد ہو کر کام کرے اور پھر کسی قسم کی پژمردگی اور افسردگی کا شکار نہ ہو تو پھر میرا خیال ہے کہ کتاب سے متعلق کچھ مشکلات کو ملکی سطح پر حل کیا جاسکتا ہے یہ میرا نقطۂ نظر ہے کہ اگر ایسے افراد جو کتاب تالیف کر سکتے ہیں وہ مرد میدان بن جائیں تو اس خلاء کو کافی حد تک پُر کر سکتے ہیں۔

اگرچہ بعض مقامات پر مادی مشکلات بھی ہیں لیکن مادی مشکلات کو ایسے امور میں سد راہ نہیں بننا چاہئے۔ اکثر ایسی اچھی کتابیں جو آج دنیا میں رائج ہیں ان کے مصنفین مادی مشکلات میں ہی گھرے ہوئے تھے اور انہوں نے ان اہم اور جاودانی آثار کو باقی چھوڑا ہے ہمارا یہ کہنا بھی نہیں ہے کہ کچھ لوگ بھوک و پیاس کا شکار ہوں اور کتاب لکھیں، ہر گز نہیں، یہ بات قابل قبول نہیں ہے لیکن اس طرح بھی نہ ہو کہ ایک کتاب یا مضمون لکھنے کو مادی وسائل پر ہی موقوف کر کے چھوڑ دیا جائے۔

کتاب، خاتم النبیین کا عظیم معجزہ ہے۔

ایک فوری ضرورت

میری اس مملکت کے مفکرین سے اپیل ہے کہ وہ عوام کی ضرورت کو سامنے رکھتے ہوئے اچھی کتاب کی تصنیف واشاعت کا فوراًاقدام کریں اور یہ سوچیں کہ اس کی ہمارے معاشرے کو فوری ضرورت ہے اگرچہ ہمارے معاشرے میں اچھی کتابیں موجود ہیں لیکن کئی عناوین خالی ہیں اور ان میں ضعف بھی موجود ہے کیونکہ کئی کتابیں ہمارے یہاں نہیں ہیں یا ایسی کتابیں نہیں ہیں جنہیں پیش کیا جاسکے جبکہ دوسرے ممالک میں مختلف عناوین پر ہزاروں کی تعداد میں کتب موجود ہیں لیکن ہمارے یہاں اسی عنوان پر چند کتابوں سے زیادہ نہیں ہیں۔

بیٹھے رہنے اور نہ لکھنے کا خطرہ

اگرآپ ایران ، عراق جنگ کے واقعات تحریر نہیں کریں گے تو کوئی اور آ کے لکھے گا اور پھر دوسرا تو جھوٹ بھی لکھ سکتا ہے۔آپ کی زندگی کا ایک واقعہ جسے اگرآپ خود قلمبند نہ کریں گے تو دوسرا تو اسے توڑ مروڑ کر بھی لکھ سکتا ہے۔آپ نے دیکھا کہ آج ایران کے بارے میں من گھڑت باتیں لکھی جارہی ہیں . میں نے دیکھا کہ ایک شخص نے ایران کے صوبہ خراسان کے دیہاتوں کے بارے میں ایک داستان لکھی جو بالکل من گھڑت تھی کیونکہ میں خود بھی خراسانی ہوں اور خراسان کے دیہاتوں کے رہن سہن سے واقف ہوں جبکہ اس مصنف نے ایک فرانسیسی مؤلف "امیل جولا" کی فرانسیسوں کے بارے میں تحریر کردہ کتابوں کا مطالعہ کیا ہےاور اسی راہ و روش کو

سبز وار کے گردونواح میں واقع دیہاتوں سے نسبت دینے کی کوشش کی ہے ۔آپ بتائیے کہ وہاں کونسا ایسا دیہات ہے جہاں بے حیائی کا اڈہ ہے اور وہاں مسجد نہیں ہے؟اور وہ بھی آج سے تیس سال پہلے؟ یہ سفید جھوٹ نہیں تو کیا ہے ؟ داستان لکھنے میں صرف سر گرمی کا ہی عنصر نہیں ہوتا بلکہ داستانوں ہیں‌تو تاریخ کے سچے واقعات ، مختلف تاریخی سوانح کی رپورٹ بھی لکھی جاتی ہے۔انسان ان واقعات میں تاریخی حقائق کو بھی دیکھتا ہے .

اب اگر کوئی کسی ملک کی تاریخ میں ردوبدل کرنا چاہے تو کیا یہ تحریف اور غلط بیانی کا بہترین راستہ نہیں ہوگا؟

پس اگرآپ خود قلم نہیں اٹھائیں گے تو کوئی دوسرا لکھے گا اور وہ تو پھر یقیناً غلط لکھے گا۔اگر آپ نے خدانخواستہ نہ لکھا تو مثلاً 12/فروری کو ایرانی انقلاب کی کامیابی کی تہران کی داستان اگر آپ نے قلمبند نہ کی تو کوئی دوسرا آکر اس داستان کو لکھے گا اور پھر اس داستان میں ایسے افراد کو تہران کے بہترین لیڈر کے طور پر متعارف کروائے گا جو ہمارے بچوں کو اس دن مورچوں میں آکر قتل کر رہے تھے یعنی وہی رضاشاہ پہلوی کے فوجی اور اس کا قانون نافذ کرنے والا عملہ ، انہیں ہی وہ اس دن اس کے بہادر قرار دے گا۔

ایک طبّی اور ثقافتی نظریہ ہے کہ طول عمر کا کتاب کے مطالعہ سے براہ راست ربط ہے جس کا مطالعہ زیادہ ہوتا ہے اس کی عمر طولانی ہوتی ہے اور کبھی ایسا نہیں بھی ہوتا۔

اخباری کاغذ

میں پبلشرز حضرات سے بھی اپیل کرتا ہوں کہ اگرچہ اچھی بات تو یہی ہے کہ وہ کتابوں کو عمدہ اور دیدہ زیب جلد اور نفیس کاغذ پر چھاپیں لیکن بعض ایسی کتابیں جن کے خریدار بہت زیادہ ہیں ان کے لیے ایک عام نوعیت کی اور عوامی طباعت شروع کریں جو اخباری کاغذ پر ہو لیکن اس کے حروف واضح ہوں یعنی طباعت اچھی ہو لیکن اگروہ معمولی قسم کے کاغذ پر بھی ہوں تو اس کی تعداد بڑھائی جاسکتی ہے تاکہ وہ سستے داموں عوام تک پہنچ سکے اور اسسے زیادہ سے زیادہ استفادہ کر سکیں۔

امام خمینی (رہ) اور گاندھی

ایک دفعہ اہل قلم حضرات میں سے ایک شخص میرے پاس آیا اور اس نے کہا کہ میں امام خمینی (رہ) کے حالات زندگی تحریر کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے اس سے کہا اگر تم امام خمینی (رہ) کے حالات زندگی لکھنا چاہتے ہو تو تمہارے لیے ضروری ہے کہ پہلے "رومن رولن" کی تحریر کردہ کتاب "مہاتماگاندی" کا مطالعہ کرو جس میں اس مصنف نے بہت اچھے انداز میں مہاتماگاندھی کے حالات زندگی کی عکاسی کی ہے اس کے ناول بھی بہت اچھے ہیں اور حالات زندگی تحریر کرنے کا بھی اس کا شیوہ بہت ہی مناسب ہے۔ میں نے گاندھی کے بارے میں کئی کتابیں پڑھی ہیں لیکن اس کتاب جیسی کوئی کتاب بھی نہیں ہے کیونکہ اس مصنف نے اس کتاب کو تحریر کرنے کی

غرض سے انڈیا کا سفر کیا اور پھر گاندھی کی شخصیت کے مختلف معنوی پہلوؤں کو انتہائی اچھے انداز سے قلمبند کیا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم شہید مطہری کے بارے میں اس طرح کی کوئی کتاب لکھیں تاکہ اس شخصیت کو صحیح طریقے سے متعارف کرایا جاسکے ۔اور ایسا تب ہی ہو سکتا ہے جب کوئی ماہر شخص جسے زبان وادب پہ تسلط حاصل ہو وہ اس عنوان پر قلم اٹھائے۔

اچھی داستان کا ترجمہ

داستان اور قصہ لکھنے میں ہم بہت پیچھے ہیں چونکہ میں کسی حد تک اس سے مربوط ہوں لہٰذا میں نے دیکھا کوئی قابل قدر کام اس عنوان پر ہمارے ملک میں نہیں ہوا ہے جبکہ دوسرے ممالک اور اقوام میں بڑے اچھے اور قابل قدر قصے لکھے گئے ہیں جن کا ہمارے ملک میں کوئی ثانی نہیں ہے ۔یعنی فرانسیسی اور روسی اور بعض دوسری اقوام میں جو داستان رائج ہیں ان جیسا کوئی قصہ ہمارے ہاں نہیں ہے اور یہ ایک ایسا خلا ہے جسے پر ہونا چاہئے لیکن جب تک ہم اس مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتے ہیں چاہئے کہ ان داستانوں کا اچھے انداز سے ترجمہ کریں۔

چند روز پہلے میں ایک داستان پڑھ رہا تھا جو ایک بھاری بھر کم چھ سو صفحات پر مشتمل کتاب تھی اور اس میں بہت ہی ہنر مندانہ قسم کے سر گرم کرنے والے مطالب تھے لیکن وہ ہمارے یہاں رائج تعلیمات کے سو فیصد مخالف تھے جن کے بارے میں میری تجویز ہے کہ انہیں کوئی جوان آدمی نہ پڑھے تو بہت بہتر ہے اگرچہ وہ بڑی تعداد میں یہاں شائع ہو رہی ہے اور فروخت کی جارہی ہے جبکہ اس کے مقابلے میں

ایک اچھیداستان کا انتخاب کر کے اس کا ترجمہ اور اسے شائع کر سکتے ہیں لہٰذا ایسی چیز کا انتخاب کیا جائے جس میں جذابیت بھی پائی جائے اور جوان نسل کے لیے اس یہں کوئی حرج بھی نہ ہو اس کی اشاعت کی جائے۔

"دن آرام"

میں سمجھتا ہوں کہ روسی انقلاب کے بارے میں لکھی گئیداستانوں سے اچھی اس انقلاب کی تاریخ کسی کتاب میں بیان نہیں کی گئی اور اگر آپ نے ان داستانوں کا مطالعہ کیا ہوتا تو پھر آپ کو معلوم ہوتا کہ میں کیا کہ رہا ہوں مثلًا اگر آپ نے "دن آرام" نامی داستان کا مطالعہ کیا ہوتا تو یہ ناول رضاشاہ پہلوی کے دور حکومت میں مارکیسزم کو متعارف کروانے والا بہترین ناول تھا یہ کتاب اگرچہ ایک ناول ہے لیکن اسے پروپیگنڈے کی خاطر ایک دوسرے کو مطالعہ کے لیے دیا جاتا تھااور یہ اس حد تک بہترین انداز میں لکھا گیا ہے کہ آپ انقلاب کے تمام پہلوؤں سے آشنا ہو جاتے ہیں اگرچہ اس کتاب سے ہی اس کے کمزور نکات کو بھی سمجھا جا سکتا ہے بیشک لکھنے والے نے اسے ان کمزور نکتوں کے لئے اسے نہیں لکھا ہے۔ ادب اس طرح باقی رہتا ہے۔ میں ایک اسلامی ملک کا عالم دین کیوں اس " دن آرام " کا مطالعہ کرتا ہوں ؟ اگر اس کتاب میں دلچسپی نہ ہوتی اگر یہ کتاب پڑھنے کے قابل نہ ہوتی تو پھر مجھ جیسا ایک شخص یقیناًاس کا مطالعہ نہ کرتا۔

عظیم کتب کے صفحات میں مصنف کے سفید بالوں کو دیکھا جا سکتا ہے۔

داستان اور تاریخ

کوئی چیز بھی تاریخ کو "داستان اور قصہ " کے علاوہ اچھے انداز سے بیان نہیں کر سکتی جب ہم تاریخ کے بارے میں غیر ہنر مندانہ زبان استعمال کریں گے تو یہ ایسے ہی ہے جیسے بہت ہی دور سے کسی شہر کی تصویر بنائی جائے۔ اب اس تصویر میں شہر اور اس کی مرکزی شاہراہیں تو دکھائی دیں گی لیکن اس شہر کے اندر لوگ کیا کر رہے ہیں اچھے ہیں یا برے ؟امیر ہیں یا غریب؟ سو رہے ہیں یا بیدار؟لڑ رہے ہیں یا ناچ رہے ہیں ؟کچھ معلوم نہیں ہو گا۔تاریخ بھی دس ہزار میٹر کی اونچائی سے کسی شہر کی عکاسی کرتی ہے لیکن کبھی آپ کسی شہر کے اندر داخل ہو جاتے ہیں اگرچہ اس کی ہر گلی کو نہیں دیکھ پاتے لیکن اس شہر کی چند گلیوں اور شاہراہوں کو دیکھتے ہیں اس کے افراد سے بات چیت کرتے ہیں اس کے گھروں کی تصویریں بنالیتے ہیں۔اس کے کمروں کو دیکھتے ہیں ان کے بچوں کے کھلونے دیکھتے ہیں۔ والدین کا بچوں سے برتاؤ دیکھتے ہیں اور ان سب کو ترسیم کر کے ایک تصور کی صورت میں ہمارے سامنے پیش کرتے ہیں اگرچہ یہاں ایک گلی اور دو شاہراہیں ہیں اور پورے کا پورا شہر نہیں ہے لیکن اس کو دیکھ کر پورے شہر کے بارے میں فیصلہ کیا جاسکتا ہے اور یہی وہ چیز ہے جسے ہنر مندانہ تاریخ بیان کرنے کے لیے " قصہ " کی حثیت دی گئی ہے.

سو بار شکریہ

میں نے کئی بار " انقلاب اکتوبر " کے قصے بیان کیے ہیں اس کے بارے میں ایک کتاب "الکے تولستوئے " کی تالیف "غموں سے عبور" ہے جو ایک غیر معمولی کتاب سمجھی جاتی ہے ایک اور ناول " دن آرام " ہے جسے " شولوخف " نے تحریر کیا ہے

. یہ انقلابی داستانیں ہیں اور اس کے بر عکس اس انقلاب کی مخالفت میں "کتے کا دل" نامی کتاب ہے۔

آپ کچھ افراد پر یہ ذمہ داری عائد کریں کہ وہ اس طرح کے نمونے سامنے رکھ کر ایرانی انقلاب کے بارے میں بھی اس طرح کی داستان تحریر کریں جس میں انقلاب اور امام خمینی (رہ) کو صحیح معنوں میں متعارف کروایا جائے اوراس داستان میں زمانۂ جنگ کے قصے بھی ملحوظ خاطر رکھے جائیں میں سمجھتا ہوں ہم ان مطالب سے ایک بہترین قسم کی داستان تیار کر سکتے ہیں اس کام پر اگر تین سال کا وقت اور جو بھی اخراجات آئیں وہ دیئے جائیں اور مذکورہ عنوان پر دو یا تین بہترین قسم کی داستانیں لکھی جائیں جن سے یہ ضرورت پوری ہو جائے۔

اگرچہ میری توقعات اتنی زیادہ نہیں ہیں کہ میں کہوں اگر " بے نوایان " نامی ناول سے یہ داستان کچھ کم ہوئی تو قابل قبول نہیں ہو گی بلکہ آج کوئی ایسی داستان لکھے جو "بینوایان" نامی ناول سے دو درجے کم بھی ہو پھر بھی میں اس مصنف کا سو بار شکریہ ادا کروں گا۔

خرم شہر یا پیرس؟

آپ خرمشہر کے عوام کی مزاحمت کا اگر ماسکو کی مزاحمت سے تقابل کریں تو دیکھیں گے کہ ماسکو کا بادشاہ سب سے پہلے وہاں سے فرار ہوااور پطرو گراڈ پہنچ گیا اور اس نے دارالحکومت کو بھی وہاں منتقل کر دیا اور باقی عوام نے شہر پر قبضہ کر کے اسے آگ لگادی یہ کہاں اور ایک ایک گھر کی جنگ اور خرمشہر کا دفاع کرنا کہاں ؟آج پوری دنیا میں اور تاریخ میں ماسکو کی آتش سوزی ایک " عظیم واقعہ " کے طور پر جانی جاتی ہے

کس نے اسے جاودانی بنایا؟ صرف ٹولسٹوی نے لیکن خرمشہر کے واقعات کی دنیا میں کہیں خبر نہیں ہے اگرچہ اس کے بعد یقیناً اس کو بڑھاوا ملے گا لیکن اس شرط کے ساتھ کہ آپ اس کے بارے میں کیا کرتے ہیں۔

"بینوایان" نامی قصے میں پیرس کی سڑکوں پر ہونے والی جنگ کی داستان بیان کی گئی ہے اگر آپ اس داستان کا تقابل خرمشہر کے اندر کی مورچہ بندی سے کریں تو یہاں ہر چیز غیر معمولی نظر آئے گی۔ لیکن ماہر مصنفین نے اس پیرس کے واقعہ کو کس طرح ترسیم کیا؟ اور کس طرح بات کا بتنگڑ بنایا جبکہ ہم نے کچھ نہ کیا لہٰذا آپ خرمشہر کی داستان کا جو حق ہے اس طرح اسے تحریر کریں.

صرف پروپیگنڈہ

اگر ہماری طرح کے افراد بیٹھ کر روسیوں کے کارناموں پر تیار کی گئی رپورٹوں کو دیکھنا شروع کریں جیسے ان کا سڑکوں سے آوارہ بچوں کو جمع کر کے مخصوص گھروں میں لے جانا کیا ہم انہیں بیٹھ کر پڑھ سکتے ہیں ؟ اور اگر پڑھا تو کیا ہم اس پر یقین کر سکتے ہیں؟ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ انہوں نے ایک کتاب جس کا نام "زندگی کی خاطر سیکھنا" ہے یہ دو جلدوں پر مشتمل ہے یہ چند دن پہلے میرے پاس آئی ہے میں نے اسے پڑھا اس کی جلد پر مصنف کی تصویر بھی لگائی گئی تھی جس سے معلوم ہو رہا تھا کہ مصنف ان پرانے اسٹالن کے دور کے بنیاد پرست کیمونسٹوں میں سے ہے اس نے کتاب لکھی جس میں اول سے آخر تک " مئی کے اوائل "کا کارنامہ ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ ان دنوں آوارہ بچوں کو جمع کیا جاتا تھا اور پھر وہ کس طرح زندگی بسر کرتے ہیں اور پھر کس طرح وہ ایک چور اور ڈاکو سے پہلے درجے کے کیمونسٹ اور حقیقی

انسانوں میں تبدیلی ہو جاتے ہیں انسان جب اس کا مطالعہ کرتا ہے تو سمجھ جاتا ہے کہ یہ سفید جھوٹ ہے یعنی اس میں ایک چھوٹی سی بات کو اس طرح پر و بال لگا کر بڑھایا گیا ہے کہ انسان دنگ رہ جاتا ہے اگرچہ اس کے منفی پہلو بھی ہیں لیکن مجھے اس بات کا افسوس ہے کہ ہم نے "اپنے انقلاب کی خاطر حتیٰ ایسا کام بھی نہیں کیا۔

کبھی تو ایک کتاب پڑھ کر انسان سو سال کا راستہ ایک رات میں طے کر لیتا ہے اور کبھی ایسا نہیں بھی ہوتا۔

نہج البلاغہ

نہج البلاغہ جس طرح معرفت کی عظیم کتاب ہے اسی طرح میدان عمل کی بھی نامور کتاب ہے بالخصوص ہمارے لیے جنہوں نے کوئی ذمہ داری بھی سنبھالی ہوئی ہے اور حکومت بھی چلا رہے ہیں جب ہمارے ہاتھ اس طاقت سے خالی تھے تو اکثر ہمارا سروکار نہج البلاغہ سے رہتا تھا اور ہر کوئی کسی حد تک نہج البلاغہ سے مربوط تھا اور اسی حد تک وہ اس کے دینی معارف پر بھی دسترس رکھتا تھا اور جس کا نہج البلاغہ سے رابطہ کم تھا اس کے معارف کی گہرائی بھی معمولی تھی۔ نہج البلاغہ، قرآن اور بعض کتب حدیث کا یہی طرہ امتیاز ہے کہ وہ انسانی معارف کو گہرائی دیتے ہیں، لیکن آج ہمیں نہج البلاغہ کی عملی میدان میں ضرورت ہے اور جتنا زیادہ ہو سکے ہمیں اس سے مستفید ہونا چاہیے مجھے معلوم ہے کہ آپ لوگوں کے پاس وقت کم ہے اگر آپ کو فرصت ملی تو آپ عملی میدان میں قدم بڑھانے کی خاطر نہج البلاغہ کا زیادہ سے زیادہ مطالعہ ضرور کرتے اور یہ آپ کے لیے بہت ہی مفید ہوتا۔

ہمارے پاس کیا ہے؟

جب ہم سوچتے ہیں کہ خداوند عالم کو کیا جواب دیں گے تو ہمارے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اس عظیم سرمائے اور اس کی ضروریات کو دیکھیں !آج کے اعداد و شمار کہتے ہیں کہ سات ملین جوان انہی ایام میں سولہویں سال میں داخل ہو جائیں گے اب ہم فرض کریں پانچ یا دس کتابیں شائع کریں اور ہر ایک کی تعداد دو یا تین ہزار ہو تو یہ سب تیس ہزار کی تعداد ہو جائے گی۔انہیں کون پڑھتا ہے؟ کیا یہ سب پڑھی جاتی ہیں؟ ہمیں مجموعی طور پر اور بڑے پیمانے پر سوچنا چاہیئے کہ ہمارے پاس ان سات ملین جوانوں کے لیے کیا ہے؟

ریاضی کا نظریہ ہے کہ کسی کتاب کے بڑے ہونے کا اس کے عمیق ہونے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

صدقۂ جاریہ

ماضی میں یہ رواج تھا کہ تاجر اور بازاروں میں کام کرنے والے مومنین کتابیں چھپوا کر لوگوں میں مفت تقسیم کیا کرتے تھے لیکن آج یہ رواج ختم ہو گیا ہے یا بہت ہی کم ہو گیا ہے جبکہ اگر ہمیں معلوم ہے کہ فلاں کتاب بہت اچھی اور مفید ہے تو اسکی فوراً اشاعت کرنی چاہیئے اور اس پر جو بھی اخراجات آتے ہیں انہیں صدقۂ جاریہ کا عنوان دیا جائے اگر معاشرے میں کتاب پڑھنے کا رواج ہو جائے تو اس طرح کے کام بھی رائج ہو جائیں گے .

چھوٹی، بڑی آسان اور گہری کتابیں:

ہمیں آج مختلف میدانوں میں کتابوں کی کمی کا سامنا ہے اگرچہ کتاب کا حجم بڑھ گیا ہے لیکن پھر بھی باکیفیت کتابیں بہت کم ہیں میری مراد علمی اور خصوصی نوعیت کی کتابیں نہیں ہیں بلکہ یہی کتابیں جن کی عام لوگوں کو ضرورت ہوتی ہے ان میں مختلف دینی واعتقادی عناوین کی کتابیں بھی شامل ہیں سیاسی، سماجی اور تاریخی کتب بھی ہیں۔ ہمارے ہاں ان عناوین کے بارے میں انمول، بااہمیت اور متقن قسم کی کتابیں کم ہیں جنہیں انسان پورے اطمینان سے پڑھے اور وہ اس کی فکری بلندی کا باعث بنیں۔ ہمیں چاہئے کہ ہم ان عناوین کی کتابیں زیادہ شائع کریں تاکہ لوگ ان میں سے منتخب کرکے مطالعہ کریں مثلاً اگر آپ کسی مکتبے میں داخل ہوتے ہیں تو کتابیں فروخت کرنے والے سے کہتے ہیں کہ مجھے فلاں عنوان پر کتاب کی ضرورت ہے اب وہ آپ کو صرف دو یا تین کتابیں دکھائے گا کہ جب آپ ان کو دیکھتے ہیں تو ان میں سے ایک بہت طویل ہے، دوسری کا قلم اچھا نہیں ہے اور تیسری میں کسی اور قسم کی مشکل پائی جاتی ہے لہٰذا آپ ناراض ہو کر دوکان سے نکل جاتے ہیں۔ پس ہمیں ان نزاکتوں کے بارے میں بھی سوچنا چاہئے کہ خریدنے والا اپنی مطلوبہ کتابیں حاصل کرسکے۔ بنابریں ضروری ہے کہ ایسی کتاب تحریر کی جائے جو مختصر، آسان اور عمیق ہو اور مختلف موضوعات پر کئی قسم کی کتابیں بھی ہونی چاہئیں لیکن یہ بھی ضروری ہے کہ کتابیں متقن اور صحیح انداز سے لکھی گئی ہوں۔

بہترین کتابیں مطالعہ کرنے کی کوشش کریں ورنہ اچھی کتابیں پڑھنے کا موقع ہاتھ سے نکل جائے گا۔

شہید مطہری کی کتابیں

آپ شہید مرتضٰی مطہری کی کتابوں پر نظر دوڑایئے ان میں سے ایک کاانتخاب کر کے آپ جہاں بھی مصروف ہوں اسکا مطالعہ کریں اس پر بحث و گفتگو کریں، بالخصوص ایسے اہل علم حضرات جنکا تعلق فکری اور علمی میدان سے ہے وہ ان کتابوں کو ذہنی پرواز کا ذریعہ بناتے ہوئے آگے بڑھیں گے تاکہ وہ اپنی سوچ کی بلندی سے زیادہ سے زیادہ فکری فضا کو گھیر سکیں۔

ہم بہت کم کام کرتے ہیں

میں یہاں پر عام مسلمانوں سے جن میں ایک میں بھی ہوں شکوہ کرنا چاہتا ہوں اور یہ اعتراض مجھے اپنے آپ سے بھی ہے۔ دینی مدارس اور علماء سے دوسروں کی نسبت زیادہ یہ شکوہ کروں گا کہ ہم بہت کم کام کرتے ہیں ممکن ہے کہ اگرایک عام اندازہ لگایا جائے تو ہم اپنے مخالفین سے زیادہ کام کرتے ہیں میں اس بات کو بھی قبول کرتا ہوں لیکن ہمارے کام کی اہمیت ان کے کام کی اہمیت سے بہت کم ہے کیونکہ ہماری ذمہ داری بہت ہی عظیم ہے۔

ان کی ذمہ داری اس طرح کی نہیں ہے ان کی ذمہ داری کی مثال ایسے فرد کی سی ہے جو کسی بلڈنگ میں گھس جاتاہے اور پتھر مار مار کر اس عمارت کے شیشے توڑتا ہے کیااس ذمہ داری کا ہماری اس عظیم ذمہ داری سے تقابل کیا جاسکتاہے ؟ہر گزنہیں یہ

دونوں ذمہ داریاں قابل قیاس نہیں ہیں اب اگر آپ اپنے ان امور کے ذریعہ اپنی اس عظیم ذمہ داری کے ساتھ انکا مقابلہ چاہتے ہیں تو پھر آپ کو بہت محنت کرنا پڑے گی بہت کچھ لکھنا ہوگا۔

وہ بزرگ علماء جو دینی مدارس کی کونسل کے اراکین ہیں انہیں چاہئے کہ وہ ملک کے اندر رونماہونے والی تبدیلیوں سے آگاہ ہوں اور ملکی ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے ان کے مطابق افراد کی تربیت کریں اور دیکھیں کہ کس طرح ان ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہوا جاسکتاہے یعنی اگر ہمیں کتاب کی ضرورت پڑتی ہے تو اس کے لیے ایک اچھا مؤلف بھی ہونا چاہئے اب ایک اچھا مؤلف کس طرح تربیت دیا جاتاہے اس کے لیے طریقۂ کاراور پروگرام دینی مدارس کی طرف سے پیش ہونا چاہیے۔

کتاب کا تعارف

"رومن رولن" کی کتاب "جان شیفتہ" بہت قیمتی کتاب ہے کیونکہ اس میں تاریخ بھی اور ادب بھی ہے، اخلاق بھی ہے اور ہنر بھی یعنی اس کتاب میں سب کچھ ہے میں نےاس کتاب کا کئی سال پہلے مطالعہ کیاہے۔

جب اس کتاب کی پہلی جلد "محاذ کا اخلاق" کے نام سے شائع ہوئی تو اس کے پبلشر نے مجھے یہ کتاب دی میں نے اس کتاب کا مطالعہ کیا کتاب اس قدر یہ دلچسپ تھی کہ میں نے پوری کتاب پڑھ ڈالی اور پھر میں نے سوچا کہ اتنا کافی نہیں ہے میں اس

کتاب کو گھر لے گیا اور میں نے کہا سب اس کتاب کا مطالعہ کرو اور کہا کہ ایسی کتاب کو گھر کی فضا میں ضرور ہونا چاہئے اور سب کے لیے اسے پڑھنا ضروری ہے۔

ایک اور کتاب جو بہت اچھی ہے وہ جناب "قدمی" کی تحریر کردہ کتاب "حنابندان" ہے اسے بہت ہی خوبصورت انداز میں تحریر کیا گیا ہے۔

اس طرح "میرا سپہ سالار" نامی کتاب بہت ہی اچھی جسے پڑھ کر میں بہت زیادہ متاثر ہوا۔

میں نہیں چاہتا کہ اپنے عزیزوں کے لیے کئی کتب اور داستانیں متعارف کرواؤں لیکن بعض مصنفین کا نام لوں گا جیسے فرانس کا مشہور زمانہ مصنف "میشل زواکو" جس نے کئی کتب تحریر کی ہیں میں نے اس کی اکثر داستانیں اپنی جوانی میں پڑھی ہیں یا ایک اور فرانسیسی مصنف "ویکٹر ہاگر" ہے جس کی کتاب "بینوایان" کو میں نے پہلی بار جوانی میں امام رضاؑ کی لائبریری سے لے کر مطالعہ کیا تھا۔

بنیادی مسائل

ہمارے ہاں ایک اچھی داستان کی بہت کمی ہے اور اگر کوئی داستان لکھی بھی گئی ہے تو اس میں بنیادی مسائل سے غفلت کی گئی ہے کہ من جملہ مسائل جن سے غفلت کی گئی ہے ان میں سے ایک جنگی جانثاروں کے مسائل ہیں مجھے اس بات پر بہت افسوس ہے کہ آج تک ہمارے ہاں کوئی ایسی کتاب نہیں ہے کہ جسے پڑھ کر قاری کے اندر وہ تڑپ پیدا ہو جائے جو کہ "بورس یولوی" کی کتاب "ایک حقیقی انسان کی داستان" پڑھ کر پیدا ہو جاتی ہے مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ آپ اس سے بھی بڑھ کر

لکھتے ہیں اور مجھے اس بات میں کوئی شبہہ نہیں ہے کہ آپ لکھ سکتے ہیں لیکن میں چاہتا ہوں کہ آپ کے اندر لکھنے کا ولولہ مزید بیدار ہو اور آپ جلد از جلد اس طرح کی داستان لکھیں آپ کو چاہیئے کہ آپ خود کو صرف ذہنی مباحث میں ہی گم نہ کریں اور پھر وہی بات ہو جائے جس کے بارے میں "پیر روسو" کہتا ہے کہ جب سلطان محمد فاتح قسطنطنیہ کو فتح کرنے کے لیے آیا تو جب وہ شہر کے دروازے تک پہنچ گیا تو اس وقت تک عیسائی پادری قسطنطنیہ کے کلیساؤں میں بیٹھے بحث و مباحثہ کر رہے تھے کہ خدا کے فرشتے مذکر ہیں یا مؤنث ایک شخص آیا اور اس نے ان سے کہا کہ وہ نر ہوں یا مادہ ابھی سلطان محمد کے ہاتھوں انہیں قلع قمع کر دیا جائے گا۔

کبھی صرف خشک اور ذہنی بحثیں یہاں تک بھی پہنچ جاتی ہیں جبکہ ایسے ذہنی مباحث کا کوئی فایدہ نہیں ہوتا لہٰذا آپ کو صرف ان امور پر توجہ مرکوز کرنی چاہیئے جو واضح اور آشکار ہیں۔

مطالعہ کرکے عمل نہ کرنا ایسے ہی ہے جیسے کہ ہل چلا کر بیج نہ بویا جائے۔

عہدہ اور مطالعہ

اگر آپ کو مطالعہ کرنے کی عادت نہ ہو تو بہتر ہے کہ آپ کوئی ذمہ داری بھی قبول نہ کریں کیونکہ اس سے آپ ویسے ہی رہ جائیں گے لیکن اگر کوئی شخص مطالعہ کرکے پھر عملی اقدام کرے تو وہ کوئی بھی عہدہ قبول کر سکتا ہے۔

میں جس وقت صدر مملکت تھا تو ڈیڑھ مہینے کے بعد ایک دفعہ میری نماز جمعہ پڑھانے کی باری آتی تھی۔ میں ہر نماز جمعہ کے خطبوں کے لیے کبھی پانچ گھنٹے تک

مطالعہ کرتا تھااور یہ جو میں پانچ گھنٹے کہہ رہا ہوں بہت ہی احتیاط سے کام لیتے ہوئے کہہ رہاہوں ورنہ کئی دفعہ چھ گھنٹے بھی میں نے اس غرض سے مطالعہ کیا ہے لیکن انقلاب کے ابتدائی دو تین سالوں میں جب ہر طرف سے کام کی زیادتی تھی اس وقت درس و بحث اور کتاب کے مطالعہ اور تالیف سے منقطع ہو کر رہ گیا تھا لیکن صدر مملکت بننے کے پہلے سال کے آخری حصے یا دوسرے سال کی ابتدا سے آج تک میرا علمی مطالعہ ہو یاتاریخی یا غیر علمی پھر یہ سلسلہ کبھی ٹوٹنے نہیں پایا۔ ہمارے پاس اضافی اوقات بہت ہوتے ہیں اگرچہ اسے اضافی وقت کہنا درست نہیں ہے کیونکہ وہ وقت جس میں انسان مطالعہ کرتا ہے اسے اضافی وقت نہیں کہا جاسکتا بلکہ اس کے لیے بھی ایک خاص نظم کی ضرورت ہوتی ہے۔

فن اور حقیقت کی دریافت

میں نے ایک دفعہ ایک اچھے مؤلف سے کہا کہ آپ جانثاروں کے لیے بنائی گئی شہید فاؤنڈیشن کی استراحت گاہ میں جایئے اور نرسوں کی طرح سفید لباس پہن کر وہاں خدمت کیجئے میں آپ کے لیے وہاں بات کروں گا۔آپ وہاں جایئے اور ایک مہینہ وہاں رہیئے ان کے برتن صاف کیجئے انہیں کھانا کھلایئے،ان کے بستر جمع کیجیے بیت الخلاء اور ان کی مشکلات کو قریب سے دیکھئے تاکہ یہ جان سکئے کہ جانثار کسے کہتے ہیں؟میں اور آپ تو یہ نہیں جانتے کہ جانثار کیا ہوتا ہے اور وہ کیا کام کرتا ہے ہم جانثار کے جسم کو دیکھتے ہیں لیکن اس کے جذبات کیا ہیں انہیں تو ہم نہیں سمجھ سکتے لہٰذا میں نے ان سے کہا کہ جایئے اور اپنی فنکارانہ نگاہ سے جانثاروں کی شناخت حاصل کیجئے پھر آکر جانثار کی

ذہنی کیفیت کے بارے میں ایک داستانلکھئے اور اس داستان میں پھر اس کے زخموں کا مداوا کیجئے اور ان پر مرہم رکھئے جیساکہ کئی دوسرے لوگوں نے ایسا کیا ہے مثال کے طور پر وہ کتاب جو روسیوں نے لکھی ہے۔

اگرہر تہذیب چند ستونوں پر استوار ہوتو کتاب اس کی اصلی دیواروں میں سے ایک شمار ہوتی ہے۔

مخالف فکر کو بیان کرنا مفید ہے

منفی ثقافتی کام (یعنی وہ چیز جو ہماری نظر میں اور معیار کے مطابق غلط ہے) کی تین قسمیں ہیں۔

1۔ ہماراایسانوشتہ یا کتاب جس میں کسی خاص نقطۂ نظر کو بیان کیا گیا ہواور وہ نقطۂ نظر ہمارے نزدیک غلط ہو۔اب چاہے وہ کوئی خاص فکر ہو، تجویز ہو یا نقطۂ نظر ہو اور پھر وہ کسی بھی شعبۂ زندگی سے متعلق ہو لیکن اس نقطۂ نظر میں وہ مخالف فکر کا حامل شخص صرف یہ چاہتا ہو کہ اپنی سوچ کو بیان کرے اوراس کے علاوہ اس کا کوئی اور مقصد نہ ہوتوایسی مخالف اور غلط فکر اور سوچ ہمارے نزدیک معاشرے میں بیان کرنا مفید ہے اس کا ہونا اس کے نہ ہونے سے بہتر ہے کیونکہ اگر کوئی غلط فکر بیان نہ ہوتو صحیح سوچ بھی جنم نہیں لیتی یہ ایک اصولی بات ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ وہ سوچ جو اس مفکر کی نظر میں درست ہے اور ہمارے نزدیک غلط اور نادرست ہے اس کی اشاعت ہونی چاہئے اور پھراسے زندگی کے مختلف میدانوں میں بیان ہونا چاہئے جیساکہ مثلاًفقاہت اور فلسفہ کی وادی میں رائج ہے اور اسی طرح دوسرے میدانوں میں بھی ہے

کہ کچھ لوگ کسی خاص عنوان پر لکھتے ہیں وہی تحریر کچھ دوسرے افراد کی نظر میں غلط ہوتی ہے لہٰذا وہ اس کا جواب لکھتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس سے ارتقا پیدا ہوتا ہے اور افراد کے ذہن پرورش پاتے ہیں اور علم و دانش میں ترقی حاصل ہوتی ہے۔

2۔ ایسا غلط کام جس میں مقصد اور غرض یہ نہیں ہوتی کہ ایک علمی، فلسفی، سماجی یا سیاسی بات کو بیان کیا جائے بلکہ اس کا مقصد ایک ایسا منصوبہ بیان کرنا ہے جس سے دوسرے کو نیچا دکھایا جائے بھی مراد ہوتا ہے ایسی بات کی تشہیر نقصان دہ ہے،

3۔ ایسا ثقافتی کام جس کا اثر عارضی اور وقتی ہے اور جواب دینے کے قابل بھی نہیں ہے جیسے کسی معاشرے میں سیکسی تصاویر کو وسیع پیانے پر جوانوں میں تقسیم کر دیا جائے اب آپ اس کا کس طرح جواب دیں گے ؟ یہ جواب دینے کے قابل نہیں ہے جب بھی کوئی فن پارہ یا تحریر یا تصویر اخلاقی ویرانی اور پستی کا سبب بنے یہ جواب دینے کے قابل نہیں ہے لہٰذا ایسے کام کا سدّ باب کرنا ضروری ہے۔ میں اس اسلامی نظام کی یہ ذمہ داری سمجھتا ہوں اور اسی طرح مذہبی امور کی وزارت اور آپ پبلشرز کی یہ ذمہ داری جانتا ہوں کہ جب بھی کوئی ایسی چیز بیان کی جائے تو آپ اس کی اجازت نہ دیں اور ایسے افراد کی مدد نہ کریں۔ اور اس بات کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے کہ ہم آزاد اندیشی کے مخالف ہیں یا اس کے موافق ہیں یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ ہم بعض آزادیوں کے مخالف ہیں اور اس میں کسی کو کوئی شک و شبہہ نہیں ہونا چاہیئے۔ ہم جنسی آزادی کے مخالف ہیں ہم گناہ کی آزادی کے مخالف ہیں اور مندرجہ بالا ایسے امور ہیں جو لوگوں کو ان امور کی طرف رہنمائی کرتے ہیں موجودہ دور میں بھی ہماری بعض کتابیں ایسی ہیں اور یہ کتابیں شائع ہو چکی ہیں اور اگر مجھے اس بات کا خوف نہ ہوتا کہ میرے نام لینے سے ان غلط کتابوں کی مزید تشہیر ہو گی تو میں یقیناً ان کا

نام بھی لیتا۔ایسی کتاب جو جوان نسل کو مختلف ہنری طریقوں کے ذریعہ گناہ کی طرف ڈھکیلتی ہے یہ کوئی فکری مسئلہ نہیں ہے کہ ہم یہ کہہ دیں کہ اس کتاب کی اشاعت اور ہمیں اس کتاب کا جواب لکھنا چاہئے کیونکہ اس کا تو کوئی جواب نہیں ہے اور ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم یہ اجازت دے دیں کہ ایک ملک کی جوان نسل جو ہمارے اعتماد پر آپ سے کتاب خریدے اور کہے کہ یہ دیندار ہیں اور یہاں پر دینداروں کی حکومت ہے، پھر اس طریقے سے گمراہ اور بے راہ روی کا شکار ہو جائیں۔

ایک اور کام جسے انجام دیا جائے وہ یہ ہے کہ ایسی کتاب کی اشاعت پر بھی پابندی لگائی جائے جو فرقہ واریت کو ہوا دیتی ہیں اب چاہے ان کا تعلق شیعہ ماحول سے ہو یا سنی ماحول سے ،آج کچھ کتب بغض اور کینہ ایجاد کرنے کے لیے تحریر کی جاتی ہیں اور ان پر بہت زیادہ رقم خرچ کی جاتی ہے ان کا سدّ باب کرنا بھی ایک ضروری امر ہے۔

صرف کہہ دینا کافی نہیں

مجھے اگر یہ معلوم ہو جائے کہ اگر میں ہر روز ایک گھنٹہ تقریر کروں گا تو اس کے نتیجہ میں لوگ کتاب کا مطالعہ کرنا شروع کر دیں گے تو میں آمادہ ہوں کہ روزانہ ڈیڑھ گھنٹہ تقریر کر دوں یعنی اگر اس طرح اس مشکل کو حل کیا جاسکتا ہے تو میں حاضر ہوں اور ہمیں اپنی بات عوام تک پہنچانی ہے لیکن بعض ایسے امور ہیں جنہیں صرف بیان کر دینے سے اور کہہ دینے سے حاصل نہیں کیا جاسکتا انمیں سے اخلاقیات ، عادات اور افراد کی خلق و خو ہے جب کسی شخص کے اندر کوئی ناپسندیدہ عادت پائی جاتی

ہے تو اتنا کہہ دینا کہ جناب آپ کی یہ عادت درست نہیں ہے یا اس کام کو تم انجام نہ دو یا اس کام کو انجام دو۔ایک بار کہہ کر ہم یہ سمجھیں کہ ہم نے اپنی ذمہ داری ادا کر دی ہے، ایسا نہیں ہے بلکہ اس کے لیے ضروری ہے کہ کئی دفعہ کہا جائے، مختلف انداز سے کہا جائے اور ہر طرف سے کہہ کر اس کا محاصرہ کر لیا جائے تو اس کے بعد شاید وہ اپنی اس عادت سے ہاتھ کھینچ لے بالخصوص اگر ایسی عادت ہو جو نسلوں سے چلی آ رہی ہو اور نسلیں بھی ایک انسان کی ہی مانند ہیں ایک انسان جس طرح دس سال میں کسی ایک خاص چیز کی عادت کر لیتا ہے اس طرح ایک نسل بھی کبھی سو سال میں اور کبھی تاریخ کے دوران کسی خاص عادت کی پابند ہو جاتی ہے۔قوموں میں کچھ خاص عادات رسوخ کر جاتی ہیں اور افسوس ہے کہ ہماری قوم میں مطالعہ کی عادت نہیں ہے۔

وہ زمانہ کتنا اچھا ہے جس میں اچھی کتاب کا حصول سہل ہو جائے۔

نوجوان نسل کے لیے اسلامی فلسفہ

آج دنیا میں آسان نویسی کا کام اس حد تک آ پہنچا ہے کہ فلسفہ کو بچوں کے لیے تحریر کیا جاتا ہے آج دنیا میں ایسے انسٹی ٹیوٹ موجود ہیں جو بچوں کے لیے فلسفہ کی کتاب لکھتے ہیں ہمیں چاہئے کہ اسلامی فلسفہ کو اس نہج پر لے آئیں کہ طلباء اور بچے بھی اسے سمجھ سکیں یا یہ ہو سکتا ہے کہ ہم شہید مطہری کی کتب کو اس عنوان سے متعارف کرائیں اگرچہ یہ کام ایک خصوصی نوعیت کا کام ہے اور اس میں ایسے افراد کام کر سکتے ہیں جو فلسفہ میں خاص مہارت رکھتے ہوں اگر آپ مثلاً شہید مطہری کی کتاب "مادہ پرستی کی طرف رجحان کے اسباب" کو ایک درمیانے درجے کی فلسفی یا فلسفہ کے مشابہ

کتاب میں تبدیل کر سکیں اور ایسی کتاب جو ایک اعلیٰ فکری سطح کے فرد کے لیے تحریر کی گئی ہے اسے آپ ایک ایسی کتاب میں تبدیل کر دیں جسے ایک نوجوان بھی آسانی سے سمجھ سکے تو یہ کتاب مادہ پرستی کے مقابلے میں ایک ویکسینیشن بن جائے گی۔

اگر آپ ایسے اداروں سے رابطہ کریں جو بچوں کے لیے فلسفہ کی کتب تدوین کرتے ہیں تو ان سے تعامل کے ذریعہ ان کے اسلوب سے آگاہ ہو سکتے ہیں۔اس کے کیا مراحل ہیں ؟وہ کس طرح کام کرتے ہیں ؟ان سب سے آشنائی حاصل کرنے کے بعد آپ اسی طریقہ کار کو جناب شہید مطہری کی کتب پر نافذ کر سکتے ہیں۔

ملّا صدرا کی کتابوں کا بھی دنیا کی زندہ اور رائج زبانوں میں ترجمہ کیا جائے انگریزی زبان میں تو ضروری ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ فلسفہ کے میدان میں جرمن اور فرانسیسی زبان بھی دنیا کی رائج زبانوں میں شمار ہوتی ہیں۔

کیفیت نہ مقدار

میں اپیل کرتا ہوں کہ ایسے افراد جو فکری میدان میں تحقیق کر رہے ہیں انہیں چاہئے کہ وہ اپنی تحقیقات میں دینی ہدایت کی حقیقی راہ پر گامزن رہیں۔ ہم نے دیکھا ہے کہ جن لوگوں نے مذہبی کتب لکھی ہیں اگران کا مقصد کتاب لکھ کر گمراہ کرنا نہیں بھی تھا تو بھی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ اس کتاب کے ذریعہ گمراہ ہوگئے لہٰذا آپ اس طرح کا کردار ادانہ کریں۔بعض ایسے کام جو دین اور مذہب کے نام پر ہوتے ہیں انکا مقصد دین ہوتا ہے اور وہ دین کی خاطر کئے جاتے ہیں لیکن ان کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ لوگوں کو دین سے دور کرنے کا سبب بنتے ہیں لہٰذا آپ کی پوری کوشش

ہونی چاہئے کہ خدانخواستہ آپ کی تحقیق کے کسی حصے کے ذریعہ بھی اس طرح کا حادثہ رونما نہ ہونے پائے کیونکہ یہ ایسا نقصان ہے جس کا جبران پھر کسی چیز سے نہیں کیا جا سکتا۔

حضرت مہدیؑ کے بارے میں جتنی بھی پُر مغز کتب تحریر کر سکتے ہی کریں اور اس سلسلے میں کتب کی تعداد کو سامنے نہ رکھا جائے بلکہ اس کی کیفیت اور اس کے پُر مغز ہونے پر توجہ مرکوز کی جائے اور ایسی کتب کے لیے قوی، صحیح اور درست روایات کا سہارا لیا جائے۔

دو طرح کی کتابیں لکھی جا سکتی ہیں:

1۔ اچھی کتاب

2۔ ایسی کتاب جو اچھی نہ ہو، میں اس کو برا نہیں کہتا یعنی کچھ ایسی کتابیں ہیں جو مفید اور کسی درد کی دوا ہیں جبکہ کچھ کتابیں جو نہ مفید ہیں اور نہ ان میں کسی مشکل کا حل ہے۔

حضرت امیر المؤمنین علیؑ کے بارے میں کتنی کتابیں لکھی جا چکی ہیں ؟اور آج امیر المؤمنینؑ کا کون ایسا عاشق ہے جو ان تمام کتابوں کا مطالعہ کر سکے ؟ہمیں چاہئے کہ ہم ایسی کتب تحریر کریں جو آج کی زبان میں ہوں عصری تقاضوں کے عین مطابق معارف کو بیان کریں۔ اور ان عصری تقاضوں کے لحاظ سے جوانوں کو مد نظر رکھنا اور ان کے لیے کتاب تحریر کرنا اسی طرح خواندہ طبقے کے لیے کتاب لکھنا اور کم پڑھے لکھے افراد کے لیے لکھنا ان میں فرق ہے ۔ اگرچہ یہ تمام طبقات امیر المؤمنینؑ کے چاہنے والے ہیں لیکن ہر ایک کو اس کی اپنی صلاحیت اور خواندگی کے اعتبار سے کتاب کی ضرورت ہے پس کتاب اس انداز سے تحریر کی جائے جس سے قاری میں شوق پیدا ہو

کہ وہ کتاب پڑھے کیونکہ بعض لوگ امیر المؤمنینؑ کے چاہنے والے ہیں لیکن اگر ان سے کہا جائے حضرت علیؑ کے بارے میں فلاں کتاب کا آپ مطالعہ کیجئے تو معلوم نہیں کہ وہ اس کتاب کو پڑھنے کے لیے تیار بھی ہوں لہٰذا ہمیں ایسا کام کرنا ہوگا جس سے قاری کے اندر معرفت امامؑ کے حصول کا شوق پیدا ہوااور پھر اس شوق کے مطابق اسے کتاب بھی مل جائے۔

جب بھی آپ کتب کی نظر ثانی کا کام کروانا چاہتے ہیں تو ایسے افراد کو یہ ذمہ داری سونپی جائے جو اس کام کے ماہر ہوں اور آپ ان سے مطمئن ہوں کیونکہ ممکن ہے کہ آپ اس کے پہلے ایڈیشن میں ایک ہزار کی تعداد شائع کریں لیکن جب کتاب کا خیر مقدم دیکھیں تو پھر دسیوں ہزار کی تعداد میں اس کی اشاعت کرنا پڑ جائے لیکن اگر کتاب اچھی نہ ہوتی تو پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ دسیوں ہزار کی تعداد بیت المال سے شائع کی گئی ہے لیکن وہ سب کی سب گودام میں پڑی ہوئی ہیں، اس وقت آپ مجبور ہون گے کہ فلاں فلاں ادارے کو وہ کتابیں ہدیہ کریں۔

درسی کتاب

درسی کتب کی تیاری اور ان کے بارے میں پالیسی وضع کرنا انتہائی اہم مسئلہ ہے لہٰذا اس کے لیے ایسے ماہرین اور کارکشتہ افراد کی ضرورت ہے جو اس کام کو درست انداز سے انجام دے سکیں یعنی کتاب کا پچاس فیصد کام ایسی میں خلاصہ ہوتا ہے کیونکہ اس کام کو صحیح انداز سے انجام دے دیا گیا تو پھر آپ مطمئن ہو جایئے کہ پچاس فیصد کام انجام پا گیا ہے یعنی منصوبہ اور نقشہ تیار ہو گیا ہے اور اب باقی پچاس فیصد یہ ہے کہ اس

منصوبہ کو کس طرح عملی جامہ پہنانا ہے اب اس کام کے لیے بھی ایسے افراد کی ضرورت ہے جو متحرک، اچھی فکر کے مالک، وفادار، اور اعلیٰ فکری صلاحیتوں کے حامل ہوں لہٰذا اگر آپ اس دوسرے مرحلے کے لیے اچھے افراد نہ رکھیں تو پھر وہ پہلا منصوبہ ادھورا رہ جائے گا کیونکہ صرف منصوبے سے کوئی عملی فائدہ نہیں ہوتا جب تک اس منصوبے کو درست انداز سے عمل میں نہ لایا جائے پس یہ دوسرا مرحلہ بھی بہت ہی اہمیت کا حامل ہے ۔ لہٰذا آپ کو چاہیئے کہ اس کام کے تمام مراحل میں ایک اچھے مصنف، اچھے مدیر اور لائق ٹیکسٹ مینیجر سے استفادہ کریں تاکہ یہ کام صحیح طریقے سے پایۂ تکمیل کو پہنچ سکے۔

اب سوال یہ ہے کہ ہم ان نصابی کتب کے ذریعہ کیا کرنا چاہتے ہیں ؟ کبھی تو ہماری غرض یہ ہے کہ ہم معلومات اور علوم کا ایک ذخیرہ بچے یا نوجوان کے ذہن میں بٹھانا چاہتے ہیں یہ بات تو اچھی ہے لیکن اتنا کرلینا کافی نہیں ہے بلکہ ہمیں چاہیئے کہ وہ مقاصد جو مثلاً ہم ایک "مطلوبہ شخصیت" کے حوالے سے اپنے ذہن میں رکھتے ہیں انہیں مد نظر رکھ کر تعلیم دیتے وقت ان اہداف تک رسائی حاصل کرلیں مثلاً فرض کیجئے کہ ہم اپنی آئندہ نسل کو دیندار اور شریعت اسلام کا پیروکار اور مطیع بنان چاہتے ہیں تو پھر اس مقصد اور ہدف کی ہمیں نصابی کتب میں بھی رعایت کرنا ہوگی اور اس کا خیال رکھنا ہوگا اگر ہم چاہتے کہ ایسے افراد کی تربیت کریں جو قانون کے پابند ہوں تو اس مقصد کو نصابی کتب میں جگہ دینی ہوگی تاکہ یہ مقصد حاصل ہوسکے اور اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے جوانوں میں استقلال کی روح بیدار ہو تو اس مقصد کو بھی نصابی کتب میں پیش نظر رکھنا ہوگا اور اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہماری آئندہ نسل علم و فکر کی اعلیٰ اقدار پر فائز ہو تو اس مقصد کو نصابی کتب میں جگہ دینا ہوگی۔

یہاں پر ایک اور اہم مسئلہ اسلامیات ہے کہ اس کی اہمیت کو کم نہ سمجھا جائے بلکہ اس میں بھی عصری تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے تجدید نظر کی ضرورت ہے کیونکہ بعض ایسے مطالب ہیں جو آج کے تقاضوں کو پورا کرتے ہیں انہیں اسلامیات کی نصابی کتب میں جگہ دینا چاہئے اور اگر یہ کتب صحیح طریقے سے تدوین کرلی جائیں تو یہی بہترین تبلیغ ہے ہمیں ایسی پالیسی وضع کرنی چاہئے کہ اسلامیات کی کلاس علم و معرفت کی کلاس بن جائے اور اس میں ہر طالب علم ذوق و شوق سے شرکت کرے۔ اس مقصد کے لیے بھی بہترین کارساز کتاب ہے۔ اور اس کے بعد استاد کی ذمہ داری ہے کہ وہ کس انداز سے تعلیم کے فرائض انجام دیتا ہے۔

ایک قدیمی کہاوت ہے کہ یہ گھر، گھر نہیں بنے گا جب تک کتب خانہ نہیں بنتا۔

کتاب کی تنقیدی

افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ایسا پرنٹڈ میڈیا جو اپنی وسعت و کیفیت کے لحاظ سے آج کی ضرورتوں کو پورا کرسکے ہمارے ہاں نہیں ہے۔ میں اہل فکر و نظر اور اہل قلم حضرات سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ کتاب کو اہمیت دیں اور میرا آپ سے یہ مطالبہ ہے کہ کتب کا تنقیدی جائزہ لیں اور کتابوں پر تبصرہ کریں۔ آج کئی کتب لکھی اور شائع کی جاتی ہیں اگر قاری ان کتب کے بارے میں آگاہ ہے تو انہیں فوراً خریدے گا اور انکا مطالعہ کرے گا، بلکہ اسے دوبارہ پڑھے گا۔ لیکن اگر آگاہ نہ ہوگا تو انھیں نہ خریدے گا۔ البتہ بہت سی کتابیں اس کے برعکس ہیں اور کوئی مشخص پڑھنے والا ان سے

آگاہ ہو گا تو انھیں نہ پڑھے گا کیونکہ اس کے پاس اس کا وقت نہیں ہے۔ یا اسے اس کتاب میں مندرج مضامین کی ضرورت نہیں ہے یا اس کتاب میں موجود اشکال کی وجہ سے اسے نہ خریدے گا۔ لہٰذا کتابوں کا تنقیدی جائزہ لیا جئے ان پر تبصرہ لکھا جائے اور یہ کام بہت ضروری ہے آج کئی ایسے جرائد کی ضرورت ہے جن میں کتب پر تبصرہ کے عنوان سے لکھے گئے مضامین شائع کیے جائیں کیونکہ موجودہ دور میں کتاب اور کتاب کا مطالعہ عام ہو رہا ہے لہٰذا ان کتب پر تبصرہ لکھنا بھی عام ہونا چاہئے اور اس سے بڑھ کر یہ کہ کچھ ایسے افراد جو کسی خاص عنوان کی کتب خرید لیں اور پھر ان پر مسلسل تبصرے لکھتے رہیں مثلاً کسی خاص مسلم یا غیر مسلم مصنف کی کتب خریدیں اور ان پر تسلسل کے ساتھ تبصرے لکھے جائیں اور یہ تبصرے خواہ ایک جلد میں ہو یا دو میں یا خود یہی تبصرے بھی ایک تسلسل اختیار کرلیں اور حتی پچاس جلدوں پر مشتمل ہو جائیں پھر آپ انہیں قاری کی نذر کریں یہ اس کے لیے بہت مفید اور ضروری ثابت ہو گا۔

بعض کتب چکھنے، بعض پینے اور بہت کم کتب ایسی ہوتی ہیں جنہیں خوب چبانے کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ خوب ہضم ہو جائیں۔

میقات میں بھی کتاب

میں سمجھتا ہوں کہ مطالعہ کرنے کا ایک بہترین وقت سفر ہے جو شخص ہوٹل میں قیام پذیر ہے یا مثلاً حج پر گیا ہے تو اس دوران جب وہ مناسک حج سے فارغ ہو تو اسے چاہئے کہ اضافی وقت میں فضول بات چیت کے بجائے کتاب کا مطالعہ کرے اگرچہ وہ اپنے اوقات کی تقسیم کر سکتا ہے کہ کچھ وقت بازار کے لیے، کچھ دوستوں سے ملاقات

، کچھ عبادت اور زیارت کے لیے اور اسی دوران مطالعہ کا وقت بھی نکالا جاسکتا ہے یعنی جوان آدمی اس تلاش میں رہتا ہے کہ وہ کتاب اٹھائے اور مطالعہ کرے اور جہاں پر زائرین قیام پذیر ہوتے ہیں وہاں ہر کمرے میں لائبریری بنانے کی ضرورت نہیں ہے کہ قاری کو کتاب کے انتخاب کرنے میں ہی وقت لگ جائے اور پھر یہ افراد جب دوسرے دوستوں سے ملیں تو بتائیں کہ میں نے فلاں کتاب کا مطالعہ کیا ہے اور دوسرا اپنا مطالعہ بتائے تو اس سے معلومات کا تبادلہ بھی ہو جائے گا لہٰذا کتاب میں ایک خاص جذابیت ہو جو قاری کو اپنی طرف جذب کرے۔

سائنسی اور تخیلاتی داستانیں

سائنسی اور تخیلاتی قسم کی داستانیں بھی اہمیت کی حامل ہیں حال ہی میں ایک کتاب شائع کی گئی جس کا نام "دو پہلو انسان" ہے اور اسے "آئیزلک المیف" نے تحریر کیا ہے اس شخص کو میں نے دیکھا ہے وہ اس کتاب میں یہ بیان کرتا ہے کہ ایک فولادی شخص اچانک ایک باشعور اور سمجھدار انسان میں بدل جاتا ہے جبکہ یہ بات ہمارے زمانے کی سائنسی حقائق سے بہت دور ہے یعنی سائنسی حقائق ایسی بات کی کبھی تصدیق نہیں کرتے لیکن یہ داستان جہاں انسان کے لیے سر گرمی کا باعث ہے وہاں بیہودہ اور فضول بھی نہیں ہے یعنی انسانی ذہن کو ایک نئی سمت وسعت عطا کرتی ہے جو کہ ایک مثبت بات ہے اگرچہ ایسی داستانیں گذشتہ دور میں بھی رائج تھیں لیکن بعض ایسی چیزیں ہیں جو کبھی خیالاتی دنیا سے متعلق تھیں لیکن آج کے دور میں حقائق سے قریب ہوتی دکھائی دیتی ہیں۔ مجھے چند سال پہلے ایک کتاب پڑھنے کا موقع ملا جس میں ایک دو پہلو انسان کی

کہانی تھی اس کہانی میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ ایک انسان کوئی دوا کھالیتا ہے جس سے وہ مسٹر ہائیڈ بن جاتا ہے اور یہ اس کی شخصیت کا دوسرا رخ ہوتا ہے اس کی شخصیت کا پہلا رخ ایکا چھا، خوش اسلوبی سے رہنے والا اور خیر خواہ انسان ہوتا ہے لیکن جب وہ مسٹر ہائیڈ میں تبدیل ہو جاتا ہے تو ایک خبیث اور برے شخص میں تبدیل ہو جاتا ہے۔

کتابیں ایسی عقلمند ساتھی ہیں کہ اگر انہیں مردہ کہیں تو ہم نے جھوٹ نہیں بولااور اگر ہم انہیں زندہ کہیں تو ہم نے سچ نہیں بولا۔

کتاب حکمت

فردوسی کی کتاب، کتاب حکمت ہے جس طرح کہاجاتاہے کہ "حکیم ابوالقاسم فردوسی" کیا یہاں پر حکمت اسلامی کا تذکرہ ہے یا اوستائی اور زرتشتی حکمت کا؟جو بھی اسے دیکھے گا بے ساختہ کہے گا کہ یہاں حکمت اسلامی کا ذکر ہے اس نے اس میں اسلاف کی داستانیں بیان کرکے حکمت اسلامی کو بیان کیا ہے وہ مسلمان حکیم ہے اور اس نے اسلامی مفاہیم کو بیان کیا ہے لہٰذا جہاں وہ خود کچھ بیان کرتا ہے وہاں اوستائی اخلاق اور اوستائی طبقات کا کوئی نام و نشان نظر نہیں آتااور نہ ہی اس میں کوئی اوستائی خداپرستی اور عقائد کا بیان ہے یعنی آج جو دوگانگی دیکھی جارہی ہے وہ اس کتاب میں دکھائی نہیں دیتی سوائے اس کے کہ کوئی یوں کہہ دے کہ "اس نے اوستامیں بھی توحید کو دیکھا تھا" اگر ایسا ہے تو پھر وہی ہماری بات ہو جائے گی۔ ہمارا کہنا یہ ہے کہ "تمام ادیان توحیدی ہیں" بہر حال فردوسی نے اس کتاب میں قرآنی حکمت توحیدی کو بیان کیا ہے۔

نیمہ پنہان

میں نے "نیمہ پنہان" کے تمام مطالب کا مطالعہ نہیں کیا بلکہ اس کے صرف چنداجزا جن میں سے "تباہی کے معمار" بھی ہے کو دیکھا ہے جو میری نگاہ میں بہت ہی ضعیف انداز سے لکھا گیا ہے اس میں جن افراد پر اعتراض کیے گئے تھے وہ درست نہیں تھے اور یہ کوئی ضروری نہیں کہ جو کچھ کسی ادعانامہ کے صفحہ پر اسے پُر ہی کردے۔

میری نگاہ میں کوئی بھی تحریر لکھتے وقت وہ موافق ہو یا مخالف جو بات انتہائی اہمیت کی حامل ہے وہ یہ ہے بعض ایسی چیزیں ہوتی ہیں جنہیں ذکر کرنے کی بالکل ضرورت نہیں ہوتی اور اس سے افراد کے جرائم میں اضافہ نہیں ہوسکتا ایسے مطالب کو انتہائی متقن انداز سے لکھا جانا چاہئے۔

ایسے افراد کی بابت ہم دوبار کوئی بات تحریر نہیں کرتے اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ ہم کوئی بات لکھتے ہیں اور پھر جب بعد میں متوجہ ہوتے ہیں کہ یہ غلط تھی پھر کوئی شخص یا ایک گروہ بیٹھ کر اس سے بہتر بات تحریر کر دیتا ہے اور اس میں مجھے کوئی عیب نظر نہیں آتا لیکن یہ بات واضح ہے کہ دوبار نہیں لکھا جاتا اگر کوئی اس بارے تحقیق اور جستجو کرنا چاہتا ہے اور دیکھنا چاہتا ہے کہ ہمارے اس ظالم حکومت کے افراد کے بارے میں کیا خیالات تھے اور اس سلسلے میں تو وہ انہی نوشتہ جات کی طرف رجوع کرے گا۔

کم گوئی اور موتی کی طرح خلاصہ گوئی

مشکل اور پیچیدہ مطالب بیان کرنے کے لیے بھی ہنراورذوق کا سہارالیاجاسکتاہے اس سلسلے میں میرے پاس جوانتہائی اچھی مثال ہے وہ "ویل ڈورینٹ" کی کتاب "لذات فلسفہ" ہے جس کا ڈاکٹرزریاب نے انتہائی اچھے انداز سے ترجمہ کیاہے۔اس کتاب میں ویل ڈورینٹ نے مغربی فلسفہ کے مطالب کوانتہائی ذوق و سلیقے سے بیان کیاہے یہ کتاب شعر کی طرح ہے اور جب انسان اس کتاب کا مطالعہ کرتا ہے تو متوجہ ہی نہیں ہوتا کہ وہ فلسفہ کی کتاب پڑھ رہاہے کیونکہ اس میں مصنف اور مترجم دونوں نے انتہائی باذوق اور ہنر مندانہ انداز سے کام لیاہےاور ایک فلسفی کتاب کو بہترین نرم وشرین لقمے کی صورت میں قاری کے سامنے پیش کیاہے اور یہی کسی لکھنے والے کا فن ہے اب ہم جو مطالب کوانتہائی پیچیدہ انداز سے بیان کریں تواس کا کوئی فائدہ نہیں ہے وہ مطالب جن کے لئے انسان چاہتاہے کہ مخاطب کے دل وجان میں خطور کر جائیں کسی چیز کو زبردستی حلق میں اتارا نہیں جاسکتا اس کے لیے ضروری ہے کہ مخاطب کے اندر تڑپ ایجاد کی جائے تاکہ وہ خود ان مطالب کا ذائقہ چکھنے کے لیے آگے بڑھے اور ان کا مجذوب ہو جائے۔

آپ اپنی تحریروں میں ان باتوں کا خاص خیال رکھے اور اچھے کلمات اور خوبصورت تغیرات کا سہارالیجئے اور اس بات کو اپنے پیش نظر رکھئے کہ کم گوئی اور دُر کی طرح خلاصہ گوئی پر ہمیں عمل کرناچاہئے تاکہ آپ کی تحریریں انشاء اللہ مفید واقع ہو سکیں۔

ہمیں سیکھنا چاہئے

اگر اغیار کے ہاں اچھی ثقافت موجود ہو تو ہمیں اسے لے لینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے مثلاً مغربی معاشرے کے لوگ وقت کی پابندی کرتے ہیں اگر حقیقت ایسی ہی ہے تو اگر ہمارے اندر یہ صفت نہی ہے تو ہمیں اسے اپنانا چاہیے یا مثلاً مغربی ممالک میں کتب کا مطالعہ کرنے کا بہت رواج ہے تو اگر ہمارے ملک میں یہ رواج نہیں ہے تو اسے اپنانا چاہیے۔ایسی صفات کے حصول میں کوئی حرج نہیں ہے۔

یہ کتاب "یونانی اور بربری" جو کہ تیس یا چالیس سال پہلے شائع ہوئی تھی اور اس وقت میں نے اسے دیکھااور اس کا مطالعہ کیا تھا اس کتاب میں تمام دنیا کو یونانیوں اور بربریوں میں تقسیم کیا گیا تھا یعنی جو شخص بھی یونانی نہیں ہے وہ بربر اور وحشی ہے وہ ہمیشہ دنیا سے اسی طرح کا برتاؤ کرتے چلے آرہے ہیں انہوں نے نہ اسلامی تمدن اور نہ ہی اسلام سے پہلے کے تمدن اور نہ ہی اسلام کے بعد کے درخشان تمدن سے کبھی بھی منصفانہ سلوک نہیں کیا بلکہ ہمیشہ تحقیر آمیز نگاہ ڈالی ہمیشہ بے اعتنائی کرتے رہے اور ہمیشہ حقائق کا انکار کرتے رہے جبکہ ہم کبھی بھی اس طرح نہیں ہیں۔اسلام کا اس روز بھی یہی کہنا تھا کہ اگر تمہیں حصول علم کی خاطر چین بھی جانا پڑے تو جاؤ جبکہ یہ واضح سی بات ہے کہ اسلام "چینی تمدن" "چینی علم" اور "چینی ثقافت" کو قبول کرتا ہے اور کبھی اس کا انکار نہیں کرتا۔یہی وجہ تھی کہ مسلمانوں نے "ترجمہ" کی تحریک چلائی اور دوسروں کے متون سے مستفید ہونے کا راستہ بھی اپنایا۔

تخلیق کی اہمیت

کتابوں کی تصنیف و تخلیق بہت اہمیت رکھتی ہے وزارت تعلیم کے بجٹ کا زیادہ حصہ آپ کتابوں کی تصنیف سے مخصوص کریں ہمارے معاشرے میں ایسے باصلاحیت افراد موجود ہیں جو کتابیں تحریر کر سکتے ہیں نئ فکر پیدا کر سکتے ہیں اور ان میں یہ توانائی موجود ہے کہ وہ ایک درمیانی کتابکو نظر ثانی اور اضافات کے بعد ایک بہترین اوراہم کتاب میں تبدیل کر دیں۔ جیساکہ دنیا میں رائج ہے کہ ایک شخص کتاب لکھتا ہے اور ایک اور شخص اس پر نگرانی کرتا ہے جیساکہ رسالہ لکھتے وقت راہنماپروفیسر کرتاہے کہ رسالہ کے تمام مراحل میں طالب علم کی رہنمائی کرتاہے ۔جب بھی کوئ شخص کسی عظیم کتاب کی تالیف وتصنیف کرناچاہے تواس میں کیاحرج ہے کہ وہ اپنی اس کتاب کو کسی ماہر استاد کی زیر نگرانی تالیف کرے ؟آپ بھی اس کام کو اپنے معاشرے میں رائج کیجئے اس طرح کے کام سے ایک معمولی نوعیت کی کتاب کو ایک عظیم اور اہم کتاب میں بدلا جاسکتا ہے اس حوالے سے آپ وقت دیجئے اور کام کیجئے اور ایسے خواتین و حضرات کے افکار سے جو یہاں موجود ہیں اور جو موجود نہیں ہیں ان سے مدد لیجئے تاکہ آپ اپنے سامنے موجودہ رکاوٹوں کو ہٹاکر راستے کھول سکیں لیکن اس میں جو کام کی بات ہے وہ یہ ہے کہ پھر آپ کے لیے جو چیز اہم ہوگی وہ ایک نئ کتاب کی تخلیق ہوگی۔

لائبریریوں کی کمی

ہمارے ہاں لائبریریاں زیادہ ہونی چاہیں جبکہ یہ قابل افسوس ہے کہ لائبریریاں کم ہیں پورے ملک میں جو لائبریریاں موجود ہیں اگرآپ فرض کیجئے کہ ہزارلائبریریاں ہوں ہر لائبریری کسی بھی اچھی کتاب کا ایک نسخہ خریدتی ہے تو اس فروخت سے اس پبلشر کا ہزار نسخہ فروخت ہو جاتاہے اور وہ اپنی قیمت وصول کرلیتاہے اس کے بعد وہ جو بھی کتاب بیچے گاوہ اس کا منافع شمار ہوگا یعنی اس سب کا مطلب یہ نہیں ہے کہ حکومت ہر کام کے لیے سبسڈی دے بلکہ یہی انداز کہ جس سے عام طورپر معاشرے میں کتاب پھیل جائے اور فروخت ہو جائے تو یہی کام ہمارے نزدیک بہت اچھاہے۔

ایسے افراد جو کتاب سے انس نہیں رکھتے وہ باتہذیب نہیں ہوتے۔

خواتین میں کتب کے مطالعہ کارواج

انتہائی بنیادی امور میں سے ایک یہ ہے کہ خواتین کی شرح خواندگی بڑھائی جائے اور اس سلسلے میں انتہائی اہمیت کا حامل یہ کام ہے کہ ان میں کتاب مطالعہ کرنے کا رواج پیدا کیا جائے اور اس کے لیے نئے طریقوں کی ضرورت ہے تاکہ خانہ داری میں مصروف خواتین کے اندر کتاب مطالعہ کرنے کا جذبہ بیدار ہو۔یہ بات قابل افسوس ہے کہ ہماری خواتین کو کتب کے مطالعہ سے کوئی زیادہ لگاؤنہیں ہے ہزاروں کتابیں

بازار میں آتی ہیں اور چلی جاتی ہیں جن سے ہماری خواتین آگاہ نہیں ہوتیں۔یہ کتابیں انسانی معارف وعلوم کا ذخیرہ ہیں جن کے ذریعہ لوگوں کے اندر بہتر سمجھنے، بہتر سوچنے اور نئی دریافت کے لیے صلاحیتیں اجاگر کرنے کا سامان فراہم ہوتا ہے اور انکے ذریعہ ذہنوں کو آمادہ وتیار کیا جاسکتا ہے۔